رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدہ الحرام ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

جملہ مراسلات صرف بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونا چاہئے

مطفری متیجانه فقط جناب سید خورشید حسین صاحب کلرک دو بریل کورٹ کنٹونمنٹ لاہور معرفت بابو بالکشن صاحب ہیڈ کلرک راولپنڈی جناب مرزا مقبول حسین صاحب سامانہ علاقہ پٹیالہ میزان سابق لا معہ میزان کل لا معہ

وقف کتب جناب عابد حسین وزیر حسین صاحب پینشنر اشٹریٹ لکھنؤ خبر دیتے ہین کہ ایک صاحب نے متعلق حمایت مذہب شیعہ اثنا عشریہ بہت سی کتابین وقف کی ہین۔ ممدوحین سے طلب کرنے پر بلا قیمت برائے تحصول روانہ ہونگی۔

الکاظم سوانح عمری جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نہایت شرح و بسط سے نواب محمد جواد خانصاحب خلف الصدق جناب نواب زوار علیخانصاحب مرحوم نے محض مومنین کے فائدہ کیلئے تصنیف کی ہے جو عنقریب چھپ کر شائع ہوگی شائقین بہ نشان حسین آباد شیخپورہ ضلع مونگیر طلب کرین بلا قیمت روانہ ہوگی

ضرورت۔ مجھے تین کتابونکی ضرورت ہے جو صاحب ان کتابونکی قیمت اور حالات سے بذریعہ دفتر اصلاح مطلع کرینگے۔ شکرگذار ہونگا۔ ازالۃ الخفا تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی المعارف ابن قتیبہ چھاپہ مصر۔ اخبار الدول و آثار الدول مطبوعہ بغداد جن حضرات کو ان کتابون کا پتہ معلوم ہو کہ کہانسے مل سکتی ہین مطلع فرمائین۔ ۲۸۷۶

اطبائے لکھنؤ۔ جناب سید مظہر حسین صاحب وکیل لکھنؤ خبر دیتے ہین کہ جناب حکیم محمد باقر صاحب عرف حکیم اوصاحب خلف جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم بمبئی سے اب لکھنؤ مین تشریف لائے اور یہین قیام فرمایا جناب حکیم کاظم آغا صاحب نے بھی مرشدآباد سے اپنا تعلق قطع کیا اور مستقل طور پر لکھنؤ مین قیام فرمایا ہے جنسے خلق اللہ کو نفع پہونچ رہا ہے۔

جناب ڈاکٹر میر عباس صاحب لکھنوی نے بھی مدت ملازمت گورنمنٹ پوری کرکے بکمال اعزاز پنشن لی اور پل فرنگی محل پر اپنا مطب قائم کیا۔ الحمد للہ کہ اس سال موت اطبائے لکھنؤ مین جو کمی ہوگئی تھی ان حضرات نے بخوبی اوسکی تلافی کر دی۔

جناب ڈاکٹر مرزا اعجاز حسین صاحب دلکشا گنج مین بصرف اپنا مطب مستقل طور پر بکمال خوبی چلا رہے ہین بلکہ جناب حکیم میر صفدر حسین صاحب مرحوم کے مطب کو بھی زندہ و قائم کئے ہین۔

جناب سید منظور حسن صاحب ڈپٹی ریونیو جنگلات وردھا گہاٹ ضلع کہیری پہ ضلع کے صنعتی کارخانہ اور مدرسہ کی فہرست چاہتے ہین کیونکہ ممدوح اپنی غریب قوم کے لڑکونکی تعلیم اسی ذریعہ سے چاہتے ہین لہٰذا جہان کہین کوئی ایسا مدرسہ ہو یا کارخانہ جسمین صنعت و حرفت کی تعلیم دیجاتی ہو ممدوح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مناظرۂ امجدیہ حصۂ ثانیہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ہزار شکر کہ مناظرۂ امجدیہ جلد ثانی چھپ گیا جسکا ایک مدت سے وعدہ اور اشتیاق تھا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتاب کیسی ہی کیونکہ آپ حضرات جلد اول دیکھ چکے ہین۔ شیعہ قوم کا شاید ہی کوئی متنفس ایسا ہو جو طرز تحریر و تحقیقات جناب مستطاب فخر الحکما دام ظلہ سے ناواقف ہو لہذا اسی قدر کہنا کافی ہو کہ جناب ممدوح کے اعلی درجہ کے تصنیفات سے یہ کتاب بھی ہے جسکی نسبت اکثر فرماتے ہین کہ (خدانخواستہ) یہ میری آخری تصنیف ہو مگر ہم لوگ دعا کرتے ہین کہ ایسے ہزارون مصنفات آپ کے قلم سے شایع ہون۔ بحث اس مین اصل وہی ہو وجوب لعن معاویہ۔ مگر نہ صرف معاویہ سے بحث ہی بلکہ کل مباحث پر وہ روشنی ڈالی گئی ہی جو اس کتاب کے مخصوصات سے ہی حجم اسکا ۳۰۰ صفحہ ہی قیمت عہ مگر خریداران اصلاح کو بشرطیکہ چندۂ سنہ ۱۳۲۸ھ بھی عنایت فرمائین عہ مین ملیگی اگر چندہ اصلاح و قیمت مناظرۂ امجدیہ بذریعۂ منی آرڈر آیا تو کتاب بذریعۂ بیرنگ روانہ ہوگی کیونکہ باداے محصول بھیجنا بے خالی از خطرہ نہین ہو ورنہ بذریعۂ ویلو روانہ ہوگا۔

دفتر اصلاح نے صرف تین سو نسخے ایسکے اصلاح پرنٹنگ کمپنی سے باین غرض خریدے ہین کہ ناظرین اصلاح کو بطور انعام نصف قیمت پر دیا جائے مگر یہ تخفیف صرف عید غدیر یعنی ۱۸ ذیحجہ تک ہی ورنہ پھر وہی اصلی قیمت عہ ہوگی۔ شائقین جلد طلب کرین۔

عقل و تہذیب اہل حدیث جسکا اشتہار نمبر ۸ مین دیا گیا تھا تا تمام ہی ابھی اسکا مطالبہ نہ فرمائیے منیجر

ہمارا گذشتہ ماہ نہ صرف اس وجہ سے مصیبت خیز رہا کہ ہمارے خاندان کا ایک نصف
حصہ ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹ گیا کیونکہ عم مرحوم حکیم سید محمد حسن صاحب طاب ثراہ کی
صرف ایک دہ سالہ لڑکی تھی جو اس مرحوم کی یادگار تھی ۲۶ شوال کو صرف ایک روز کی تپ و
لرزہ مین جان بحق ہوئی جس سے ہمارا گھر جو پہلے ہی عزاخانہ تھا ماتم سرا بن گیا۔ مومنین سے
دعاے مغفرت کا امیدوار ہون کیونکہ اب عم مرحوم کی نہ کوئی یادگار رہی ہے نہ نشانی۔
بلکہ تمامی ماہ شوال مین دفتر اصلاح بند رہا کیونکہ نمبر ۹ تو پھر بھی ماہ رمضان کو اور نمبر ۱۰
۹ شوال کو شایع ہوا کیونکہ کاپی وغیرہ لکھی جا چکی تھی ایک پریسمین بیمار پڑتا تو دوسرا اٹھا
کیا جاتا یہانتک کہ بار بار یہی ہوا۔ پریسمین [illegible] ہو گئے اور کسی طرح کام بھی ہوتا
گیا۔ مگر نمبر ۱۱ کے لیے تو یہ مصیبت پیش آئی کہ کاپی نویس صاحب جو باشندۂ جونپور ہین قریب
عید الفطر ایک ہفتہ کی رخصت لیکر وطن گئے۔ وہان جاکر وہ ایسا بیمار ہوے کہ ذیقعدہ
تک نہ آسکے۔ تب بمجبوری منشی ظہور حسن صاحب کو بمقام [illegible] بھیجا گیا وہ بھی اپنے
وطن تشریف لے گئے تھے بہزار مشقت کچھ کا بیان اُنھون نے بھیجے ہین جس سے یکم
ذیقعدہ سے کام شروع ہوا حالانکہ ہمیشہ ایک ماہ پیشتر سے کام شروع ہوتا ہے تب
جاکر دوسرے ماہ کے پہلے ہفتہ مین اشاعت ہوتی ہے۔ کچھ کا بیان لکھنؤ مین لکھوائی
گئین جسکے لیے اڈیٹر کو خود سفر کرنا پڑا۔
اشتداد مرض کے اعتبار سے کوئی کمی ابھی نہین معلوم ہوتی جو لوگ بیمار پڑ چکے ہین
اُنپر ضعف ایسا غالب ہے کہ باوصف صحت کوئی کام نہین کرسکتے۔ اسپر بھی فضل خدا
سے اصلاح آپ کو ماہ ذیقعدہ کے اندر ہی ملتا ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ دفتر
کس مستعدی سے قومی خدمت کو انجام دے رہا ہے مگر جو امور تقدیری ہین اُن مین کیا بس
شکریہ ہم اپنے اُن برادران دینی کا کسی طرح شکریہ نہین ادا کرسکتے جنھون نے ہمارے
اُن مصائب مین خطوط تعزیت سے ہمدردی کی خدا اُن سب کو جزاے خیر عطا فرمائے کہ
واقعاً یہ مصائب نہایت سخت گذرے ہین اور مین نہین کہہ سکتا کہ کیونکر صبر کیا گیا۔
نہ صرف بلکہ ماہ رمضان و شوال کے پرچون کی اشاعت ہی اس طور پہ ہوئی کہ پرچہ تیار

ہو چکا ہے اور یہ واقعہ پیش آیا شب کو دفن کیا اور صبح کو پرچہ کی روانگی مین مشغول ہوا۔ مگر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اب قلب مین کسی طرح کی قوت نہین رہی اختلاج قلب سے حالت دگرگون ہو رہی ہے۔ دعا کا امیدوار ہون۔

ایک مفید تجویز جناب سید محمد رضا صاحب سب انسپکٹر کل بہار ضلع ہمیرپور نے اصلاح نمبر ۱ مین یہ تجویز پیش کی تھی کہ خریداران اصلاح تین سال کا چندہ پیشگی حساب فی سال داخل کردین تو اس سے بہت کچھ سہولت ہو سکتی ہے جناب سید آل احمد صاحب سرویر نمبر ۵۵۳۰ اس تجویز سے اتفاق رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ ماہ آئندہ مین انشاءاللہ تین سال کا روانہ کر دینگے۔ جناب سید فضل حسین صاحب سب انسپکٹر نمبر ۲۰۹۶ بھی اس تجویز سے اتفاق ظاہر کرتے ہوئے وعدہ فرماتے ہین جناب سید احمد حسین صاحب نقوی بھی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہین۔ اور جن حضرات کو اس سے اتفاق ہو وہ بھی مطلع فرمائین۔

فی الحقیقت یہ تجویز جسقدر مفید ہے اسکے بیان کی ضرورت نہین۔ مگر اس وقت کم سے کم دو سو خریدار بھی اس طرح آمادہ ہون اور عہد نامہ کے قبل ہر شخص اس حساب سے اپنا چندہ بھیجدے تو دفتر اصلاح پانچ برس تک انکے نام بلا مطالبہ قیمت جدید اصلاح جاری رکھیگا۔ اور اگر صرف دو ہی چار آدمی اس قسم کا عطیہ عطا فرمائین تو جب تک کا چندہ پیشگی ملیگا اس زمانہ تک اصلاح جاری رہیگا۔ مگر فی الحال مین نمبر خریداری لکھنا ضروری

تقسیم اصلاح گذشتہ نمبر مین ہم نے اس تقسیم اصلاح کی تفصیل کی تھی جس سے ایک طرح کی غلط فہمی پیدا ہوئی کہ چھپائی۔ لکھائی۔ کاغذ۔ اور مضامین اصلاح مین کچھ فرق ہوگا یعنی تین روپیہ والون کو اعلی قسم کا ملیگا اور دو روپیہ والون کو ادنی درجہ کا۔ ہمارا مطلب یہ ہرگز نہ تھا کیونکہ اصلاح کا بقا اور نشو ونما انھین حضرات کی بدولت ہے جو دو روپیہ چندہ دیتے ہین نہ تین روپیہ والون سے کیونکہ انکی تعداد مشکل سو بھی نہو گی۔

ہان جو تنقید بخاری محض علمی کتاب ہے جسمین صحیح بخاری کی ایک ایک لفظ کی جانچ پرتال کی جاتی ہے اور نہایت عرق ریزی سے لکھی جاتی ہے اسپر اکثر حضرات کی نظر نہین

پڑتی نہ اسکا مذاق رکھتے ہین کیونکہ اکثر ناظرین اصلاح وہ ہین جو سرکاری ملازمت مین ہین جس سے فرصت انکو بہت کم رہتی ہی اور پوری طرح سے پرچہ کو دیکھ بھی نہین سکتے اپنے مذاق کی ضروری باتین دیکھ لین اور ڈالدیا جس مین بعض حضرات ایسے بھی ہین کہ ہم کو نہین معلوم پرچہ بھی انکو ملتا ہی یا نہین کیونکہ نہ کبھی انکا خط آتا ہی نہ کچھ حال معلوم ہوتا جسکا تصفیہ ویلو سے ہوتا ہی کہ جو لوگ کسی کی خاطر یا کسی کے دباؤ سے لیتے ہین۔ وہ ویلو واپس کر دیتے ہین جس سے ہر سال خسارہ ہوتا ہی۔

اس لیے خیال ہوا کہ دو قسمین کر دی جائین کیونکہ بعض شائقین اصلاح ایسے مین کہ ابھی تک گذشتہ جلدون کے نمبر طلب کرتے ہین۔ اگر کسی نمبر مین اتفاقاً کوئی ورق کم ہو جاتا ہی تو فوراً طلب کرتے ہین۔ ذراسی دیر پر شکایت کرتے ہین اور ہم جواب دیتے دیتے عاجز آجاتے ہین۔ لہذا یہ خیال کیا گیا کہ جو حضرات اس درجہ شائق اور قدردان اصلاح ہین کہ ہر سال کی جلدین مرتب کرتے ہین اور اسکو حرز جان بنا کر رکھتے ہین انپر اگر ایک روپیہ کا اضافہ کیا جائے اور اسکے معاوضہ مین انکو تنقیح بخاری اور دیگر رسائل جو بطور ضمیمہ شائع ہوتے ہین دیے جائین تو چندان مضائقہ نہوگا اور کسی پر جبر بھی نہوگا کیونکہ جو لوگ ایسے شائق ہین وہ کچھ فارغ البال بھی ضرور ہین اور جو ایسا نہوگا وہ اپنی معذرت ظاہر کر کے قسم اول کا طالب ہوگا۔

دوسرا خیال یہ بھی محرک ہوا کہ اصلاح جیسا پہلے قومی ارگن تھا اب قومی ضرورتون سے اسکی حالت اور بدل گئی تمام قومی ضرورتین اسی پر منحصر معلوم ہوتی ہین اور نیز مضامین مناظرہ سے قوم کی دلچسپی بھی کم معلوم ہوتی ہی۔ اکثر حضرات یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ اصلاح مین کو زیادہ سنیون کی اصلاح ہوتی ہی اپنی قوم کی اصلاح پر کمتر توجہ کی جاتی ہی جو ایک حد تک بہت مناسب اعتراض ہی لہذا یہ تقسیم کی گئی کہ اصل اصلاح سے مضامین مناظرہ متعارفہ قطعاً خارج کر دیے جائین قومی ضرورتون پر زیادہ بحث کی جائے کہ عام و خاص سب کو مفید ہو۔ رہے مضامین مناظرہ وہ کل بصورت رسائل شائع ہون اصلاح کا ضمیمہ قرار پائے اور انھین لوگون کو دیا جائے جو اسکے

شائق و قدردان ہین جن سے اسی غرض سے ایک روپیہ زائد لیا جائیگا۔ غرض اصلاح
کی دونون قسمون مین کسی قسم کا فرق نہوگا۔ مضامین دونون کے ایک ہونگے کاغذ
لکھائی چھپائی سب کی ایک ہوگی۔ فرق ہوگا تو صرف اسقدر کہ دو روپیہ والا بلا ضمیمہ
ہوگا اور تین روپیہ والا با ضمیمہ جس مین تنقید بخاری ضرور ہوگی اور جو ضمیمہ ایسا ہوگا
کہ عام طور پر دلچسپی رکھتا ہو وہ دونون قسمون مین شائع کیا جائیگا۔
یہ تھا اصول تقسیم اصلاح کیونکہ اب عام طور پر اصلاح کا حجم ۸۰ صفحہ ہوتا ہی جو کسی طرح
دو روپیہ سالانہ مین نہین شائع ہوسکتا۔ اگر اوراق کم کیے جائین تو بہت سی ضرورتین
رہی جاتی ہین اور اگر اسی طرح پر شائع ہو تو زیر باری پر زیر باری بڑھتی جاتی ہی جسکا
اب تحمل ناممکن ہی اس لیے یہ تدبیر سوچی گئی کہ کسی طرح کچھ آمدنی زائد ہو جس سے آمدنی و
خرچ تو مساوی ہو جائے ایک کی امداد سے دوسرے مین مدد ملے۔
مگر چند ہمدردان قوم محض از راہ ہمدردی اسکے نشیب و فراز پر غور کرکے مطلع فرماتے
ہین کہ اس سے اصلاح کی اشاعت کو خطرہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ عام خیال یہی ہوگا
کہ تین روپیہ والے اعلی درجہ کا اصلاح پائینگے اور دو روپیہ والے ادنی درجہ کا۔
جس سے عام بیدلی پیدا ہونے کا اندیشہ ہی۔ اور میرا تجربہ بھی کہتا ہی کہ جس قدر ہماری
قوم مین علم کا شوق زیادہ ہی اسی قدر افلاس و عسرت بھی غالب ہی۔
پھر آج تک یعنی تا تاریخ (۲۰) ذیقعدہ جو درخواستین تین روپیہ کی موصول ہوئین انکی
تعداد صرف (۲۰) ہی جس سے کوئی نفع دفتر کو نہین معلوم ہوتا کیونکہ محض کے اضافہ سے کوئی
کام نہین چل سکتا لہذا مسئلہ تقسیم اصلاح ملتوی کیا جاتا ہی نہ دو قسم کا اصلاح شائع ہوگا
نہ دو قسم کا چندہ ہوگا۔ عام چندہ سالانہ دو روپیہ رہیگا اور رعایا نہ بدستور سابق ہے۔ یا
ارباب ہمت کی ہمت۔ اصلاح کی اشاعت وغیرہ مین فرق نہوگا۔ مگر صفحات اس کے
(۵۰) یا (۵۶) سے زیادہ نہ ہونگے۔
ہان یہ ضرور ہی کہ جو حضرات اصلاح کے قدردان ہین وہ اپنا چندہ سالانہ جو کچھ دستیاب ہو
بذریعہ منی آرڈر قبل از محرم عنایت فرمائین مگر نمبر خریداری ضرور لکھین اور جو صاحب

خواہان ویلیو ہین وہ ایک کارڈ کے ذریعہ سے ویلیو کی اجازت دین - یا کسی قسم کا عذر ہو یا ابھی چندہ دینا نہ چاہتے ہون تو وہ مطلع کرین کہ مطابق اُسکے تعمیل کی جائے یا اگر انکار ہو تو اُس سے مطلع کرین کیونکہ بعد روانگی نمبر ۱۲ عام طور سے انعامی رسالہ ارسال الیہین بذریعۂ ویلیو ۶؎ روانہ ہوگا کہ قبل از محرم فیصلہ ہوجائے -

ہان اسوقت تک جو خطوط متعلق تقسیم اصلاح موصول ہوے ہین سب کا نوٹ کرلیا گیا ہے لیکن جب تک حکم ثانی نہ آئیگا کسی کے نام تین روپیہ کا ویلیو نہ جائیگا - کیونکہ مین نے ضمیمہ کی قید اور تقسیم اصلاح کا خیال اسوقت ملتوی کر دیا ہے -

ہان جو حضرات اپنے انعام مین مناظرۂ احمدیہ حصۂ ثانیہ کو بجاے ۶؎ ایک روپیہ مین لینا چاہتے ہین وہ بذریعۂ کارڈ مطلع فرمائین کہ فوری تعمیل کی جائے ورنہ بعد روانگی اصلاح نمبر ۱۲ - اس قسم کی فرمائش کی تعمیل مین نہایت دقت ہوگی -

ہان اگر آپ حجم رسالہ بڑھانا چاہتے ہین کہ پھر مثل سابق ۸۰ صفحہ تک ہوجائے اور چندہ مین کسی طرح کا اضافہ نہ ہو تو ہر شخص ایک خریدار پیدا کرے جس سے امید ہے کہ پھر مثل سابق ۸۰ صفحہ تک اصلاح کا حجم بڑھ جائے - اڈیٹر

شیعون کا اخلاق

خلق محمدی سے ہر کہ و مہ واقف ہے - یہ وہ خلق تھا جسکی مثال اس وقت تک دنیا مین نہین ہوئی اور نہ آیندہ ممکن ہونا قیاس مین آتا ہے - عربستان سے جاہل اکھڑ منافق اور سنگدل مقام پر مبعوث برسالت ہونے کے لیے اگر کسی رسول کا انتخاب ہوسکتا تھا تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کا - اُس ناہموار مقام کو ہموار کرنے کے لیے قادر مطلق نے آنحضرت کو علاوہ دیگر صفات کے صفت خلق بھی بدرجۂ اتم عنایت فرمائی جس طرح آپ پر نبوت کا خاتمہ ہوا اُسی طرح خلق کا بھی خاتمہ ہوا - ابتدا سے رسالت سے آخر زمانہ تک ہزارون شخص مسلمان ہوے جن مین بہت سے بصدق دل اور بہتیرے محض کسی نہ کسی مصلحت سے لیکن حضور کے خلق سے ہر فرد کو حصہ برابر ملتا تھا حضرت کو ہر دل کا حال اپنے دل کی حالت کی طرح معلوم تھا - ہر شخص اپنے دوست و دشمن کو پہچانتا ہے -

مخلص اور ظاہر دار کا امتیاز کرسکتا ہی۔ سرور کائنات باوجودیکہ علم لدنی رکھتے تھے مگر
حالت نہانی کا ظاہر کرنا اور منافق دلون کا حال بیان کردینا شان پیغمبری وخلق
محمدی کے خلاف تھا۔ دلون کے رازہاے نہانی کے افشا کرنے مین خلائق آنحضرت
سے کھٹک جاتی اور اسلام کی ترقی مین ایک گونہ رکاوٹ ہوجاتی۔ علاوہ
اسکے اسوقت کی مصلحت بھی یہی تھی کہ تعداد مسلمانون کی خواہ وہ ظاہری ہون
یا باطنی بڑھے تاکہ کفار عرب کے دلون پر صولت اسلام طاری ہو اور خلائق کثرت
مسلمین دیکھکر مذہب اسلام کی طرف متوجہ ہو۔ ترقی اسلام کی کوششون مین آنحضرت
کو تکلیفات جسمانی وروحانی پہونچائی گئی مظالم مین گرفتار کیے گئے۔ وطن چھوڑوایا
گیا مگر باینہمہ حضور ہر ایک مخالف سے برتاؤ کرنے مین صفت خلق ومروت پر قائم
رہے۔ علی مرتضی ع اسی نبی برحق کے وصی برحق تھے خلق محمدی مین نبی کے قدم بہ قدم
تھے جب بنی بنائی سلطنت اغیار کے ہاتھ لگی اور انھون نے خاندان رسالت
سے ناپسندیدہ برتاؤ کیے تو حضرت نے محض اسلام کی محبت مین جسکو رسول اللہ نے
بمعاونت جناب امیر قائم کیا تھا اور جسکی بنیاد کو ابھی کچھ زمانہ نہین گذرا تھا باہمی
جنگ وجدل ناپسند فرمایا اور خاموشی کو ترجیح دی اور ان تمام اندیشون کو جن سے
خانہ جنگیون کا خیال ہوسکتا تھا دور کردیا مگر پھر بھی حضور پر طرح طرح کے مظالم ہونے
لگے نئے نئے بہتان باندھے جانے لگے الا حضور نے تحمل وبردباری سے برداشت
کیا اور مخالفین سے بہ خلق وآشتی پیش آتے رہے۔ حضرت کو یہ بھی خیال تھا کہ جھگڑا
کرنے مین بناء اسلام متزلزل ہوجائیگی کفار اسلام پر خندہ زنی کرینگے۔ جنگ وجدل
کی حالت مین اس نگاہ وقعت سے جس سے آج زمانہ علی مرتضی کو دیکھ رہا ہی ہرگز نہ دیکھتا
بلکہ یہ کہنے کو ہوتا کہ علی کی کوششین اشاعت اسلام مین سلطنت کے لیے تھین محض
خدا کے واسطے نہ تھین۔ علی مرتضی ع نے واقعی معاملات اسلام مین بعد رسول مقبول
اس علی پالسی سے کام لیا جو ایک بڑے مدبر۔ دور اندیش۔ اور خوش فکر کے لیے
لازم ہی۔ مخالفین نے کوئی درجہ برائیون کا اٹھا نہین رکھا لیکن ہر موقع پر آپ

خلق محمدی سے کام لیتے رہے - اور کھلے ہوے دشمنون سے وہ عمدہ برتاؤ کرتے تھے جو سچے دوست کے لیے سزاوار ہوتا ہی - علی مرتضی ہمارے امام اول نے ہم لوگون کو عملی سبق دیا ہی کہ ہم بہ خلق و مروت اپنے اور اپنے مذہب کے دشمنون سے پیش آئین خواہ کیسے ہی شدائد ہم پر کیون نہ ہون مگر ہم کو صبر و حلم و مروت و آشتی سے کام لینا چاہیے - ہمارا طرز یہ ہونا چاہیے کہ ہم اُنکے نفاق و عداوت کو نہایت متانت و بردباری سے برداشت کرین اور اُنکی گستاخیون اور دریدہ دہنیون سے درگذرین اور اُنکا شیوا یہ رہے کہ وہ اپنی مخالفت و منافقت سے باز آئین اور اپنے دست تعدی و ظلم کو دراز رکھین - اگر ہم مین علی مرتضی کی تعلیم کے موافق وہ خصائل حمیدہ جن کو اوپر لکھا گیا ہی پیدا ہو جائین تو ہمارے مذہب کی خوبی کا ایک زمانہ معترف ہو اور تمام عالم کو ہم اپنی طرف بلا پند و وعظ گرویدہ کرلین - فقط

سید نظیر احمد رضوی وکیل سیتاپور

اصلاح حق یہ ہی کہ حضرت ہی کی تعلیم اخلاق کا یہ نتیجہ ہی کہ ہم آج اپنے غیرون سے اُسی طرح ملتے ہین اور ہم اُنکے نفع و نصح کے خواہان ہین - مگر وہ ہم کو اُسی نگاہ سے دیکھتے ہین جس نگاہ سے وہ جناب امیرؑ کو دیکھا کرتے کہ ادھر شیعون کا نام آیا اور وہ بگڑے - اسی لیئے ہم لوگ ہر بات مین اُنکے ساتھ برفق و مدارا پیش آتے ہین کیونکہ کسی طرح ہی ہو کلمہ گو تو ہین -

بیشک شیعہ اصلی وارث اسلام ہین اور اُنکے اخلاق و آداب وہی ہونے چاہیئین جو حضرات ائمہ ہدی علیہم السلام کے تھے کہین ہم کو بدخلقی - بدتہذیبی نہ کرنی چاہیے بلکہ نہایت آشتی اور نرمی سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہی تعلیم رسول ہی اور یہی تعلیم ائمہ ہدی علیہم السلام - اگرچہ اپنے نفس پر کیسے ہی شدائد گذرین - مگر اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ ہم اُنکو خلاف شریعت کرنے دین اور اُسپر بھی سکوت کرین کیونکہ ایسا کرنا خلاف شریعت و خلاف غیرت ہی ؎ درشتی و نرمی بہم در بہ است ✦ چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است -

اڈیٹر

عاشورا

(مسلمان اڈیٹروں سے امید ہے کہ اس مضمون کو اسلامی صحائف میں ضرور شایع کرینگے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یبکون و یزیدھم خشوعا

یوں تو تمام کتب سماوی توریت و زبور و انجیل و صحف انبیاے سلف بشارتوں سے جو سید النبیین خاتم المرسلین پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق میں وارد ہوئی ہیں مالامال ہیں لیکن حضرات نصارے چاہے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو خواہ مخواہ ہر بشارت کو حضرت عیسا ہی سے متعلق کر دیتے ہیں لہذا اس رسالہ میں ایک ایسا ثبوت پیغمبر اسلام کے نسبت توریت سے پیش کیا جاتا ہے جو بجز اسلام کے کسی دوسرے مذہب پر بدیہی طور سے صادق نہیں آسکتا۔ اور چونکہ اس ثبوت کو عاشورا سے تعلق ہے اسلئے اسکا نام عاشورہ رکھا گیا۔

کتاب احبار باب بست و سوم آیہ ۲۳ لغایت ۳۲ میں مرقوم ہے۔

عید عشرہ۔ اور خداوند تعالیٰ نے موسےٰ سے خطاب کیا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ ساتویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمھارے لئے راحت اور یادگاری خاص کا دن ہے اس دن جماعت مقدس فراہم ہوگی کوئی کاروبار نہ کرنا اور اس مہینہ کے عاشورہ کے دن یعنی دسویں تاریخ یوم الغفران یعنی تمھاری مغفرت کا دن ہے اُس دن تمھاری دعوت یعنی فراہمی جماعت مقدس ہوگی تم اس دن آپ کو غمزدہ بناؤ اور خداوند کیلیے قربانیاں گذرانو اور کوئی کام دنیا کا مت کرو کیونکہ وہ یوم الغفران ہے تاکہ اُسدن میں تمھارے لئے خدا کے حضور میں مغفرت طلب کیجاوے۔ جو کوئی انسان کہ عین اُسدن میں غمگین نہ ہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو انسان اُسدن میں کوئی کام کریگا میں اُس انسان کو اُس قوم میں سے فنا کر دونگا یہی طریقہ تمھارے قرنوں میں اور پشتوں

میں ابد تک جاری ہے۔ یہ بزرگ دن سبت السبوت یعنی سبتوں سے بھی بزرگ ہے تم اپنے آپکو غمگین بنانا جس وقت کہ اس ماہ کے نو دن گذر جائیں تو نویں تاریخ کی شام سے دسویں کی شام تک ہر کاروبار سے باز رہنا یعنی شب عاشورہ و یوم عاشورہ یوم غم ہے اور یہ دن خدا کے حضور میں تمھارے لئے مغفرت طلب کریگا،، یہی احکام بجنسہ اسلام میں بھی عاشورہ ماہ محرم کے ہیں چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ چاہیئے کہ بروز عاشورہ کار دنیاوی میں مصروف نہ ہو گریہ و مصیبت میں مشغول رہے اور اپنے اہل و عیال کو حکم دے کہ تعزیت حضرت امام حسینؑ برپا کریں اور اسطرح مشغول ماتم ہوں کہ جیسا اپنے عزیز و اقارب و اولاد کا ماتم کرتے ہیں اور اس روز کھانا پینا ترک کریں تا عصر فاقہ سے رہیں۔ بدرستیکہ مصیبت امام حسینؑ نے ہم اہل بیت کی آنکھوں کو مجروح کر دیا اور اشک غم جاری کرایا ہمارے عزیزوں کو ذلیل کیا اور یہ غم ہم اہل بیت کے لئے تا قیامت رہیگا۔ منافقانِ امت نے اس ماہ میں خون ہم اہل بیت کا حلال جانا اور ہتک حرمت ہماری کی ہمارے زنان و فرزندان کو اسیر کیا ہمارے خیموں میں آگ لگا دی ہمارے مال و اسباب لوٹ لئے اور حرمت حضرت رسالت پناہ کی رعایت نہ کی۔ اس حدیث اور عبارت توراۃ مقدس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ ماہ محرم روز عاشورہ وہ روز ہے جسمیں غم کرنیکا حکم صریح خود خداوند عالم نے دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ غم عاشورہ بلا شک ریب غم شہدائے آل محمدؐ کا جو کربلا کے میدان میں (جسکو ماریہ بھی کہتے ہیں) شہید ہوئے ہیں جسکے جانب قرآن میں جناب باری ذبح عظیم سے اشارہ فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ ذبح بھی اسی سرزمین ماریہ پر واقع ہوا کہ جس زمین پر حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ کو قربانی کے لئے لائے تھے (توریت قرات ۲۲) جسکے نسبت جناب باری نے فرمایا ہے وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔

اسی دن کی عظمت جمیع پیغمبران پر ظاہر کی گئی ہے اور خدا تعالے نے

پیغمبران سلف کو اور انکی امتوں کو اُسدن میں غم کرنیکا حکم بایں تہدید دیا ہے کہ

"جو کوئی انسان عین اُس دن میں غمگین نہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا" (یعنی دین سے خارج ہو جائیگا)

یوم عاشورہ کا ابتدا سے بحکم خداوند عزوجل یوم غم قرار پانا اور سرزمین ماریہ پر جناب امام حسین ع کی (جنکے حق میں پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے حسین منی وانا من الحسین اور جو نسل سے حضرت اسمعیل ذبیح اللہ کے ہیں) شہادت واقع ہونا صاف دلیل حقیت **اسلام** کی ہے اور یہ غم بجز غم شہدائے آل محمد جو ماریہ میں شہید ہوئے کسی دوسر کا نہیں ہو سکتا ہے اور بجز محبان محمد و آل محمد کے کوئی دوسرا اُسدن مغموم و محزون نہیں ہوتا ہے نہ اس غم کا اسکے دل پر اثر ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے اُن لوگوں کی حالت پر جو باوجود دعوائے اسلام اِس غم کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور تعزیہ داری کی ممانعت کا ہر سال اشتہار شائع کرتے پھرتے ہیں اور رسول ص کے قول حسین ع منی وانا من الحسین ع پر غور نہیں کرتے۔ واقعی رسول ص نے عجب معجز نما کلمہ ارشاد فرمایا ہے حسن ع اور حسین ع دونوں آنحضرت کے نواسے لخت جگر نور بصر تھے بلکہ حضرت **امام حسن** سبط اکبر تھے مگر آنحضرت نے انا من الحسن نہیں فرمایا کیونکہ حضرت امام حسن کی **شہادت** مخفی ہوئی اور بوجہ صلح ظالموں کا ظلم پوشیدہ رہ گیا لیکن جب امام حسین ع نے دیکھا کہ یزید ابن معاویہ کے ہاتھ سے قطعاً ہمارے نانا کا دین برباد ہوا جاتا ہے تو بے چین ہو کر خود مع اپنے عزیز و اقربا و احباب باوفا جنکی تعداد بہتر تن تھے (جنمیں طفل ششماہہ شیرخوار بھی داخل ہیں) زمین ماریہ میں بروز عاشورہ لشکر بے پایاں سے مقابلہ کرکے ظلم و ستم سے شہید ہوگئے اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا ہے

سر داد و نداد دست در دست یزید + حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

جناب رسول خدا کا یہ جو دعویٰ تھا اول و آخر دونوں حضرت امام حسین ع پر منحصر تھا

اگر حضرت اسمٰعیل کی جان اس ذبح عظیم کی بدولت نہ بچتی تو پھر سرورِ کائنات کسطرح پیدا ہوتے اور بعد رسولؐ اگر امام حسینؑ اپنی جان فدا کر کے دین اسلام کو نہ بچاتے تو آنحضرتؐ کا مبعوث بہ رسالت ہونا رائیگاں جاتا نہ دین اسلام باقی رہتا نہ رسولؐ کا نام۔ یزیدی فرقہ نے اسی دریگانۂ دریا مجمع البحرین۔ بخون طیبہ کربلا امام حسینؑ۔ کو جسکے نسبت رسول کبھی الحسین منی وانا من الحسین کبھی لحمک لحمی و دمک دمی فرماتے تھے زمین حادیہ میں تین دن کا بھوکا پیاسا اس ظلم و ستم سے مثل گوسفند قربانی کیا کہ تمام عالم میں ماتم برپا ہو گیا چنانچہ ابن حجر شارح صحیح بخاری و امام احمد بن حنبل وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے اس بیکسی کی شہادت پر آسمان و زمین گریاں ہوئے آفتاب میں گہن لگا رہا تین دن تک دنیا ایسی تیرہ و تاریک رہی کہ دن کو تارے نظر آتے تھے لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہو گئی ملکِ شام میں جس پتھر کو اٹھاتے تھے اُسکے نیچے خونِ تازہ جوش مارتا تھا اور ابن حجر بسند شعبی و مسند احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ "ایک روز حضرت علیؑ نے جنابِ رسولِ خدا کو روتے ہوئے دیکھکر سبب گریہ و زاری دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا حسین شط فرات پر قتل ہوگا اور جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اُسی سرزمین کی مٹی لاؤں آپ اُسکو اشتمام فرماویں میں نے کہا ہاں چنانچہ جبرئیل مٹی لائے اُسے دیکھکر مجھے تاب ضبط باقی نہ رہی اور اشک غم میری آنکھوں سے جاری ہو سے"

اے مسلمانو یہ جو تم عشرۂ محرم میں ماتم کرتے جاتے ہو اور مٹی لاتے ہو بعض لوگ جو ظاہرا مسلمان بوجہ ضعف ایمان کے اسکو حقیر سمجھتے ہیں اور معترض ہوتے ہیں حالانکہ یہ تاسی اور تتبع فعل رسول اور جبرئیل کا ہے حضرت جبرئیل مٹی لائے تھے اور رسول دیکھکر روئے تھے۔ جو لوگ ترک تعزیہ داری حسین کے امورات سے مانع ہوتے ہیں ہرگز اُنکو مسلمان نہ

سمجھو بلکہ درپردہ وہ دشمن اسلام ہیں نصاریٰ کے مددگار ہیں اور اُس غم کہ جو اسلام کے دین برحق ہونے کی علامت ہے اور جسکو تا قیامت قائم رکھنے کا اس شد و مد سے جناب باری نے حضرت موسےٰ کو جیسا کہ توریت سے مذکور ہوا حکم دیا تھا مٹانا چاہتے ہیں۔ دیکھو خود رسول صلعم نے فرمایا ہے (یہ کیسا کلمہ رسول کا ہے) حسین منی وانا من الحسین۔ یعنی رسول کا وجود حسین سے اور حسین کا وجود رسول صلعم سے ہے پس حسین داخل کلمۂ شہادتین ہیں جو حسین کو نہیں مانتا اُسکو حقیقۃً کلمہ شہادتین سے انکار ہے وہ رسول اللہ کے کلمہ گو نہیں ہے اور نہ مسلمان ہے۔ زبان سے کہنا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں رسول کو مانتے ہیں حسین کو مانتے ہیں کافی نہیں ہے حضرت عیسیٰ کے ایک حواری کا قول ہے "ایک شخص کہہ سکتا ہے تو ایمان رکھتا ہے میں اعمال رکھتا ہوں۔ اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھے دکھا تو دے میں اپنا ایمان اپنے اعمال سے تجھے دکھا دونگا۔ تو یقین رکھتا ہے کہ البتہ ایک خدا ہے۔ یہ تو تو اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی یقین رکھتے ہیں اور تھرّاتے ہیں مگر تو کیا جانیگا اے مرد نابکار کہ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے (دیکھو عہد جدید جیمس باب ۲ درس ۱۸ تا ۱۹) اور ظاہر ہے کہ محبت کی علامت دوست کے غم میں غم کرنا اور خوشی میں خوشی کرنا ہے۔ پس جو لوگ امام حسین کی تعزیہ داری کو قائم کرتے ہیں مجلس عزا برپا کرتے ہیں اُنکے مصائب سُنکر روتے ہیں اور سامان عزا مہیا کرتے ہیں وہ اپنی دوستی اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں اور جو لوگ تعزیہ داری کو بند کرنا چاہتے ہیں وہ محب نہیں ہیں اور اُس مظلوم کے مصائب سُنکر جو نہیں روتے ہیں اور مرثیہ خوانی کو اور رونے کو بُرا سمجھتے ہیں یہ دلیل اُنکے بے ایمانی اور شقاوت کی ہے۔ دیکھو جو تیسویں قراءت توریت جب حضرت سارہ نے اِس دار فانی سے وفات فرمائی (فاتا ابراهیم لینوح علی سارة ویبکیها) تو آئے ابراہیم تاکہ نوحہ کریں سارہ پر اور

اُسکا مرثیہ پڑھیں - یہ خاص فعل جناب ابو الانبیا ابراہیم خلیل اللہ کا ہے جنکی تقلید کرنی اور جنکی سنت پر چلنے کو پیغمبران اولوالعزم اپنا فخر جانتے تھے - اور جناب باری بھی اپنے کلام مجید فرقانِ حمید میں فرماتا ہے فاتبعوا ملۃ ابراهیم حنیفا - اور سورہ ممتحنہ میں فرماتا ہے لقد کان لکم فیهم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر بدرستیکہ ہے تمہارے لئے خاص اے اہل اسلام ابراہیم اور قوم میں اُسکے خصلت نیک پس چاہیئے کہ تم اقتدا کرو اُسکی یا اقتدا مخصوص اُن لوگونکے لئے ہے جو خاص امیدوار رضائے خدا اور روز قیامت کے ہیں - پس وائے ہو اُس قوم جاہل پر جو نوحہ و مرثیہ کو بدعت سمجھتے ہیں - دیکھو حضرت یعقوب فراق حضرت یوسف میں کیسا روئے ہیں روتے روتے آنکھیں اُنکی سفید ہو گئیں جیسا قرآن میں ہے وابیضت عیناہ من الحزن فهو کظیم - اور توریت میں ہے کہ جب برادران یوسف نے اپنے باپ کو آکر خبر دیا کہ بھیڑیئے نے یوسف کو پھاڑ ڈالا اور اُنکا کرتہ خون آلودہ لاکر دکھایا تو حضرت یعقوب نے اپنا لباس چاک کر ڈالا اور ٹاٹ اپنے بدن پر لپیٹا اور مدت دراز تک ماتم میں اپنے فرزند کے حزن و اندوہ و گریہ و زاری قائم رکھا اس مدت میں اُنکے سب بیٹے اور بیٹیاں عزا اور ماتم پرسی کے لئے اُنکے پاس حاضر ہوتے تھے اور اُنکو تسلی دیتے تھے لیکن حضرت یعقوب یہی فرماتے تھے کہ میں تو قبر میں بھی مغموم و محزون جاؤں گا - اور حضرت موسےٰ کے ساتھ بنی اسرائیل بعد وفات حضرت ہارون تیس دن تک اُنکا ماتم کیا کئے (دیکھو توریت سفر چہارم) حضرت موسےٰ کی وفات پر حضرت یوشع کے ساتھ بنی اسرائیل نے تیس دن تک میدان موآب میں ماتم داری کی (دیکھو توریت سفر پنجم) - اور جب حضرت سیموئیل نے وفات پائی اور جب آپکی رحلت کی خبر بنی اسرائیل میں پہونچی تو تمام قبائل و جماعت بنی اسرائیل رامامیں فراہم ہوئے اور حضرت سیموئیل کی تعزیت اور ماتم بجالائے - کتاب دوم سیموئیل میں درج ہے کہ جب حضرت داؤد کو ساؤل کے قتل کی خبر پہونچی اور ساؤل کے سر کا تاج

اور بازو بند اُنکے سامنے لایا گیا تو (۱۷) داؤد نے ساؤل اور اُسکے فرزند یوناتن پر یہ مرثیہ کہکے نوحہ کیا (۱۸) اور اُسنے اُنھیں حکم دیا کہ بنی یہودا کو کمان کا سوز سکھاویں اور دیکھو وہ کتاب المآثر میں لکھا ہو۔ (دیکھو مرثیہ جو حضرت داؤد نے فرمایا تھا از درس ۱۹ تا ۲۷ جنکے بعض فقرات غم کا ترجمہ یہ ہو)

مرثیہ حضرت داؤدؑ

"اے اسرائیل کے غزال تو اپنے پہاڑ پر مارا پڑا ہو۔ بہادر کیوں گر گئے۔ اے جلبوع کے پہاڑو تم پر اوس نہ پڑے تم پر مینہ نہ برسے تمھارے کھیتوں میں ہدیہ کی چیزیں نہوں کیونکہ وہاں بہادروں کی سپر انداختہ ہوئی۔ سپر ساؤل کی۔ گویا اُس پر تیل نہ ملا گیا تھا۔ اے اسرائیل کی بیٹیو ساؤل پر روؤ جسنے تمھیں ارغوانی لباس اور نفیس چیزیں پہنائیں۔ ہائے وہ بہادر کیوں لڑائی کے درمیان گر گئے۔ اے یوناتن تو اپنے اونچے مکانوں میں مارا پڑا۔ مجھپر تیرے لئے اے میرے بھائی یوناتن دکھ پڑا۔ تو مجھے بہت ہی دل پسند تھا۔ مجھے تیری محبت عجیب تھی ملکہ عورتوں کی محبت سے زیادہ۔ ہائے وہ بہادر کیوں گر گئے اور جنگ کے ہتھیار نابود ہو گئے"

اسیطرح کل انبیاء و اوصیا اپنے اموات اور کشتوں پر روئے ہیں جنکا حال بخیال طوالت نہیں لکھا جاتا ہو۔ اکثر ہا بوجہ محبت اپنے محبوب کے فراق میں بھی روئے ہیں حالانکہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں اور درجۂ اعلےٰ پر فائز ہو رہے ہیں چنانچہ جب حضرت ایلیا بگولہ میں غائب ہوکر نور کی گاڑی میں آسمان پر چڑھ گئے اور حضرت الیسع کو جو اُنکے ہمراہ تھے معلوم ہوا تو حضرت الیسع چلائے اور پکارا یا ابتا یا ابتا اور بیقرار ہوکر کپڑے اپنے پارہ پارہ کر ڈالے تب ایلیا کی چادر اوپر سے زمین پر گری اور الیسع اُسکو اُٹھا کر روتے ہوئے واپس آئے۔ خود جناب رسالتمآبؐ ختمی مرتبت بھی اپنے اکثر اموات اور کشتوں پر روئے ہیں چنانچہ اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات پر اور شہادت حضرت امیر حمزہؑ پر نالہ و زاری کیا ہو اور مرثیہ پڑھا ہو جیسا کہ مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت میں صحیح بخاری و مسلم سے مروی ہو اور صاحب

مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ کہا ابن مسعودؓ نے کہ آنحضرتؐ جنازۂ حضرت امیر حمزہؓ پر استقدر روے کہ بیہوش ہوگئے اور نالہ فرماتے تھے کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ جناب سیدہ بعد وفات جناب رسولخدا جبتک زندہ رہیں اپنے پدر بزرگوار پر اس کرب سے نوحہ وزاری کرتی تھیں کہ اہل مدینہ بے چین ہوجاتے تھے اور جب بلال نے اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا تو جناب سیدہ ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئیں اور تمام اہل مسجد شور وشیون کرنے لگے آخر بلال اذان کو ناتمام چھوڑ کر گلدستہ سے اوتر آئے۔ (افسوس رسول اور انبیاے سلف تو اس بیتابی اور بیقراری سے نوحہ وزاری اور جزع وفزع کریں کوئی لباس ٹاٹ کا پہنے کوئی گریبان چاک کرے کوئی اپنا لباس پارہ پارہ کرے کوئی درد انگیز نوحہ اور مرثیہ پڑھے کوئی صیحہ مار کر بیہوش ہوجاے اور اس زمانہ کے اکثر حضرات صیحہ اور جزع وفزع تو درکنار سید الشہدا پر باوجود دعوۂ محبت مجلس میں با آواز بلند رونے کو بھی خلاف تہذیب خلاف شان وخلاف اپنی جلالت کے سمجھتے ہیں۔ کیا انکی شان وتہذیب وجاہ وجلال ووقار وبزرگی وعلم حلم وفضل وکمال حضرت ابراہیم وحضرت یعقوب حضرت داؤد وحضرت موسےٰ وحضرت یوشع وحضرت الیسع وخاتم الانبیا سے بھی بڑھکر ہے۔ ہرگز نہیں یہ صرف بباعث قساوت قلبی وسنگدلی ہے کہ انکے دلونپر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اور اُسکو تہذیب کے حیلہ سے پوشیدہ کرتے ہیں حالانکہ مدح اصحاب بکا آیہ یبکون ویزیدھم خشوعا سے ظاہر ہے العرض حضرت جبرئیل کا خبر شہادت حضرت امام حسین جناب رسول خدا کو دینا اور رسولؐ کا مٹی منگانا اور حضرت جبرئیل کا مٹی لانا اور اُسکو دیکھکر جناب رسولخدا کا رونا جسکو امام بیہقی وامام حاکم وصاحب مشکوۃ وغیرہ بھی اپنی کتابونمیں لکھتے ہیں اور

مذکور ہو چکا۔ بعد واقعہ کربلا بھی جناب رسولخدا کا اپنے نواسہ کے غم میں پریشان و خاک بسر ہونا احادیث
ترمذی و جامع الاصول وغیرہ سے ظاہر ہے سلمی انصاریہ کہتی ہے میں ام المومنین ام سلمہ کے پاس گئی تو
اونہیں مغموم و روتا پایا سبب گریہ دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے رسولخدا کو خواب میں دیکھا کہ سر و ریش
حضرت کی خاک میں آلودہ ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے فرمایا میں مقتل حسین میں گیا تھا۔
پس جبکہ خود رسول اللہ حضرت امام حسین کی شہادت پر قبل از وقوع و نیز بعد از وقوع روئے تو بنا بر
آیہ وافی ہدایہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تعزیت امام مظلوم اسوۂ رسول اللہ ہے
اور ظاہر ہے کہ دو امر باعث و سبب ہیجان گریہ رسول اللہ کا ہوا تھا۔ ایک جبرئیل کا خبر شہادت
امام حسین سنانا دوسرا مٹی لا کر آنحضرت کو دکھانا اگرچہ خود حضرت امام حسین اُس زمانہ میں موجود تھے
اسیطرح قمیص خون آلودہ حضرت یوسف سبب ہیجان گریہ حضرت یعقوب کا ہوا حالانکہ وہ خون اصلی یوسف
کا نہ تھا۔ توریت میں ہے کہ بکری کا بچہ ذبح کر کے قمیص کو خون میں تر کیا تھا۔ قرآن میں بھی جناب باری
فرماتا ہے جاؤ علیٰ قمیصہ بدم کذب۔ اور حضرت داؤد ساؤل کے سر تاج اور بازو
بند دیکھکر ہیجان میں آئے تھے اور رو رہے تھے۔ الیسع حضرت الیاس کی چادر دیکھکر روئے تھے۔ ظاہر ہے
کہ اسباب غم و لوازم ماتم زیادہ باعث بکا ہوتے ہیں۔ وہ اسباب غم جو حزن رسول کو ہیجان میں لائے
اور جن نے آنحضرت کو بیتاب کر کے رلا دیا اب مفقود ہیں فی زماننا بوجہ دوری مکان و زمان
بھلا کونسی گریہ کو ہیجان میں لانیوالی کوئی شئے نہیں بجز اسکے کہ بطور تربت منورہ و روضہ مقدسہ کی
شبیہ بنائیں و سامان سواری و علمداری جیسا کہ رائج ہے جیسا کہ ریگستان میں امام بیکس مظلوم نرغہ اعدا
میں گھرے ہوئے تھے اس سامان کے دیکھنے سے اُن لوگوں پر جنکو حسین سے محبت اور رسول کی معرفت ہے ویسی اثر ہوتا ہے
جو رسول پر خاک تربت دیکھنے کا اور حضرت یعقوب پر حضرت یوسف کا پیراہن خون آلودہ دیکھنے کا
ہوا تھا۔ حالانکہ حقیقتاً وہ خون حضرت یوسف کا نہ تھا۔ اُس پیراہن کو بکری کے بچہ کے خون میں رنگ کر
دکھایا تھا۔ پس یہ سامان عزا تتبع اسوۂ حسنۂ انبیاء کرام و رسول اللہ ہے کتاب دلائل الخیرات میں
شبیہ قبر جناب رسولخدا بنی ہے اور شارح دلائل الخیرات نے لکھا ہے کہ نقل قبر شریف سے یہ فائدہ ہے کہ
جو شخص زیارت کو نہ گیا ہو وہ اس شکل کی زیارت کرے اور وہ مشتاق بکمال محبت اس شکل کو
بوسے دے اور روضۃ الاحباب میں شکل نعل مبارک کی بنی ہے اور بہت سے خواص و خواند اُس شکل کے
نقشے بناتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وہ نعل پاک گائے کے چمڑے کی تھی جبکہ اسکا بوسہ لینا باعث ثواب ہے

تو حضرت امام حسینؑ تو (جنکی ضریح اقدس کی نقل تعزیہ ہے) گوشت و پوست بلکہ جز و جگر رسول اللہ ہیں
کتاب کنز العباد فی شرح الاوراد و خزانۃ الروایات و مطالب المومنین و فتاوے
عالمگیری میں بسند حضرت پیغمبر صلعم قبر والدین بنانا اور اسکو بوسہ دینا مذکور ہے اور وہ حدیث یہ ہے
ان رجلا من الاصحاب جاء الی النبی صلعم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبة
باب الجنة والحور العین فامرہ النبی صلعم ان یقبل رجل الام وجبهة الاب
و روی انہ قال یا رسول اللہ ان لم یکن ابوان فقال قبل قبرهما فقال ان لم اعلم قبرهما
قال خط خطین فاحدهما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلهما ولا تحنث فی یمینك
یعنی اصحاب رسول میں ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دروازہ
جنت کو اور حور العین کو بوسہ دوں حضرت نے فرمایا کہ اپنی ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی کو چوم۔ پھر پوچھا کہ اگر
والدین نہ ہوں تو فرمایا کہ انُ دونوں کی قبر کو بوسہ دے۔ عرض کی اگر قبر بھی معلوم نہ ہو تو حضرت نے فرمایا کہ دو خط کھینچ
ایک ماں کی قبر کیلئے ایک باپ کیلئے انھیں خطوں کو بوسہ دے اور اپنی قسم سے مخالفت نہ کر۔ پس جبکہ عوام الناس کی قبر کا
نشان بنانا اور اسکو بوسہ دینا جائز ہے تو حضرت امام حسینؑ کی ضریح مقدس کی شبیہ بنانا بدرجہ اولیٰ مطابق
حکم رسول ہے۔ الغرض غم امام حسینؑ میں آنسو بہانا اور تعزیہ داری کرنا تمامتر مطابق حکم خدا و سنت انبیاء و اوصیا
کے ہے ایسی حالت میں جو شخص ذکر شہادت و عزاداری ریحانۂ دریائے مجمع البحرین بخوں طپیدہ کربلا
امام حسین سے منع ہو یا اسکو برا سمجھکر منکر ہو وہ حقیقت بنا بر حدیث الحسین منی وانا من الحسین
قائل اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله کا نہیں ہے نہ وہ مسلمان سمجھا جا سکتا ہے
کیونکہ حدیث مذکور سے حضرت رسول اور ذات حسینؑ کا لازم ملزوم ہونا واضح ہے۔ ای ہمارے مسلمان بھائیو بغور سنو
جیسا کہ اوپر توریت سے مذکور ہے تمہارے دین اسلام پر حجت ہوگی بہت بڑی دلیل اور علامت ہے جہاں تک ممکن ہو
اسکو ترقی دو اور تعزیہ داری حسینؑ میں کیا شان ہے اسکی ہر ایک چیز قابل قدر ہے عجیب ہے کہ کیا تماشا ہے یہ تمہارے ہی
اور مسلمان ہی بنیگا اور پیغمبر کو دل سے ماننے کا عملی ثبوت ہے برائے خدا اسمیں تعصب نفسانیت کو مت راہ
دو اور اتنی بڑی علامت اسلام کو نہ مٹاؤ۔ ہوشیار رہو جو تمکو تعزیہ داری سے منع کرتا ہے وہ اسی تمہارے دین
کا اور تمہارے نبی کا دشمن ہے جسنے رسول اللہ کی زیارت کو بھی حرام کہا ہے جب اسکو مدینہ منورہ پر تسلط ہوا
تو اسنے قبہ رسول کو منہدم کرنا چاہا یہ حضرات غیر نبی کھود ڈالیں رسول اللہ کو صنم اکبر کہتے ہیں
شفاعت رسول سے انکو انکار ہے رسول اللہ نے انکے کفر کی شہادت دی ہے۔ ہم تم لڑنے سے
منع کرتے ہیں۔ مگر یہ ضرور کہینگے کہ اگر تم مسلمان ہو تو ان کا کہنا نہ مانو تعزیہ داری سے

مناظرۂ اہل حدیث

سلسلہ کے لئے نمبر ۹ ملاحظہ ہو

اڈیٹر صاحب اہل حدیث فرماتے ہیں۔ آگے چلکر حکیم صاحب فرماتے ہیں نتیجہ یہ کہ ایسی تحریر کہ خلافت پر نص ہو جائے اتمام حجت کے لئے ضروری تھی از یوم سقیفہ تا ایندم لکو کھا شخص امت محمدیہ سے بہ سبب نہ ہونے کسی نص کے انکی خلافت پر ان کو ظالم و غاصب سمجھتے ہیں بس معاذ اللہ ایسی تحریر نہ لکھنے سے خود حضرت کو تفرقہ و گمراہی امت کی منظور تھی امام نماز و امام جہاد تو خود مقرر فرمائیں اور امام ریاست عامہ امت سے سکوت فرمائیں ایسے رحمۃ للعالمین سے یہ امر مستبعد ہے اگر آپ کہیں کہ یہی حدیث نص خلافت کیلئے کافی ہے تو صحیح نہیں کیونکہ اگر اس حدیث سے خلافت پر نص ہوتا تو خود حضرت ابوبکر روز سقیفہ اس حدیث سے اپنی فضیلت و حقیت خلافت پر استدلال لاتے اور بوقت انتقال حسب روایت صحیح بخاری اس امر پر افسوس نکرتے کہ میں نے کیوں حضرت سے دریافت نہیں کیا کہ انصار کا حق بھی خلافت میں ہے یا نہیں اور افسوس نہ کرتے کہ کاش میں عمر یا ابو عبیدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا اور یہ دونوں وجہیں بھی اس حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل ہیں کیونکہ جب خود صاحب معاملہ کو اس حدیث کی خبر نہ تھی تو دوسری کو کیا ہو گی معلوم ہوتا ہے کہ بعد روز سقیفہ اسکی سقیفہ بندی ہوئی بلکہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کی حدیثیں کل موضوع ہیں ورنہ روز سقیفہ ضرور پیش کیجاتیں جسطرح جناب امیر علیہ السلام نے روز شوریٰ ستر مرتبہ مناشدہ فرما کے اپنی فضیلت و حقیت خلافت کا اظہار کیا ہے

جواب اس نمبر میں حکیم صاحب نے باوجود شیعہ ہونے کے شیعہ مذہب کی بیخ ہی کاٹ ڈالی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ آدمی جس مذہب کی حمایت میں بولے اسی کی تردید کرے حقیقت میں یہ بھی صدیق اکبر کی کرامت ہے یہی جناب اہل سنت کا تو مذہب ہے کہ خلافت منصوص نہیں بلکہ باختیار امت ہے ہاں شیعہ کا مذہب ہے کہ خلافت منصوص ہوتی ہے نصب الخلیفہ لیس بواجب علی اللہ دیکھو شرح فقہ اکبر منہاج السنۃ وغیرہ میں اگر خلافت پر نص نہیں تو ہمارا کیا خلاف ہے

ہاں بقول آپکے خلافت پر نص صریح تھی تو آج شیعہ کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں وہ دقتیں پیش نہ آتیں جو آرہی ہیں ۔ سچ ہے کہ عشق آساں نمود اول لے افتاد مشکلہا
الجواب ہم سمجھتے تھے کہ آپ کو مناظرہ میں دخل تام ہے اسوجہ سے ہمنے آپ سے خطاب کیا نہ اس خیال سے کہ آپ حق کو قبول کرینگے انک لا تھدی من احببت بلکہ اس خیال سے کہ لطف مناظرہ حاصل ہوگا اور طالبین حق اس سے ہدایت پائینگے مگر آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ خود غلط بود انچہ من پنداشتیم سوال از آسمان وجواب از ریسمان اسی کو کہتے ہیں آپ نے لکھا تھا کہ تحریر خلافت کی تمامت دتھی ہمنے ثابت کیا کہ ہدایت امت واتمام حجت کے لئے ایسی تحریر کی سخت ضرورت تھی اور چونکہ آپکے چھوڑ دینے اور بضرورت وقت ضروریات مذہب سے انکار کر دینا مشہور ہے لہذا ہمنے بطور دفع دخل کے بیان کر دیا کہ یہ حدیث نفی خلافت پر نہیں ہوسکتی پس خلاصہ تقریر یہ ہوا کہ ہدایت امت واتمام حجت کیلئے نص خلافت پر ضروری ہے اور خلافت حضرت ابوبکر پر نص نہیں لہذا خلافت بھی صحیح نہیں اس سے آپکے مذہب کی بیخکنی ہوئی یا مذہب شیعہ کی اے جناب شیعوں کو احادیث سے کیا تعلق کہ جسکے نص یا غیر نص ہونے سے انکو فائدہ یا نقصان پہونچے البتہ آپلوگ ایسی حدیثیں بناکے اپنے مذہب کی بیخکنی کرتے ہیں اور مصداق یکے بر سر شاخ و بن می برید کے بنتے ہیں مذہب آپکا یہ ہے کہ خلافت منصوص نہیں اور حدیث ایسی بناتے ہیں کہ خلافت منصوص ہوجاے کیا جناب رسالتمآب کا فرمانا کہ خلافت کے مستحق ابوبکر ہیں اور انکے سوا کوئی دوسرا مستحق خلافت نہیں اور اسپر تحریر لکھنے کو آمادہ ہونا اسیواسطے کہ دوسرا کوئی خلافت کا دعوی نکرے نص خلافت پر نہیں کیا آپکے نزدیک مثل سکینہ کے نص بھی کسی جانور کا نام ہے مولویصاحب آپکو اس نمبر کے جواب میں ثابت کرنا چاہیے تھا کہ خلافت کوئی امر دین نہیں اور نہ ہدایت و ضلالت امت محمدیہ کو اس سے کوئی تعلق ہے کہ خدا ورسول اسکا اہتمام فرماتے بلکہ ایک فضول بات ہے جس سے خدا ورسول نے اعراض فرمایا اور بندہ اور امت کے اختیار میں دیا کہ جسکو چاہیں خلیفہ بنائیں ولو کان حیاطا وحجامانہ کہ ایسی لاطائل باتیں تحریر کریں جسکو

اصلی تقریر سے کوئی تعلق نہیں اور مذہب اہل سنت میں خلافت کا نہ منصوص ہونا دلیل
اسکے صفت کی نہیں مذہب اہل سنت تو ایسی ہی خلاف عقل و نقل باتوں سے مرکب
ہی ہوا ہے جسکو **معلم اول امیر معاویہ** نے بزور شمشیر لوگوں سے قبول کرایا مگر
وہ باتیں ایسی بدیہی البطلان تہیں ہرچند معلم ثانی ابو الحسن اشعری نے درست کرنا چاہا مگر
آجتک نہو سکا مرض بڑھتا گیا جیوں جیوں دوا کی اور شیعونکو خلافت منصوص بلا فصل
ماننے میں کوئی دقت نہیں جسقدر آپکے پاس دلیلیں اثبات توحید و رسالت کی موجود ہونگی
اس سے صدگونہ انکے پاس دلیلیں اثبات خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السّلام کے موجود
ہیں اکثر کتابیں مثل الفین و عبقات کے ایسی ہی دلیلوں سے مملو ہیں جنکے جواب کی
تمنا مخالفین اپنے ہمراہ قبر میں لیگئے نواب **صدیق حسن** خانصاحب نے مع اپنے حواریین کے
بہت کوشش کی اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کو بھی بہت غیرت دلائی کہ جواب
لکھیں مگر آفتاب پر خاک کون ڈال سکتا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم
واللہ متم نورہ ابھی آپ نے اس میدان میں قدم رکھا ہے آگے چلکر جب آپ ان دلائل
کو ملاحظہ فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ اس مصرعہ کے مصداق آپ ہیں۔ کہ عشق آساں نمود
اول ولے افتاد مشکلہا۔ جناب من وقت اگر ہے تو قائلین حسبنا کتاب اللہ اور مریدین
مولوی عبید اللہ چکڑالوی کو کہ انکے پاس کسی فریضہ کی تفصیل پر نص موجود نہیں
شیعونکو کوئی دقت نہیں وہ جسطرح کلام خدا کو مانتے ہیں اسیطرح کلام رسول کو
(بشرطیکہ معصومین و صادقین سے انکو پہنچے) خدا نے نماز فرض کی رسول نے اسکی
ترکیب بیان کر دی خدا نے زکوۃ و صوم و حج فرض کیا رسول نے ان کی تفصیل
کر دی خدا نے اطاعت اولی الامر کو فرض کیا رسول نے انکی تشریح کر دی خدا نے
اطاعت بلا فصل جناب امیر علیہ السّلام آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین
امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون
سے واجب کی اور اسکی تبلیغ کی تاکید آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے فرمائی اور آیہ الیوم

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ سے اسکو آخر الفرائض قرار دیا رسول نے اسکی مجمع عام میں کس شد و مد سے تبلیغ کی فالحمد للہ علی اکمال النعمۃ علینا بولایۃ امیر المومنین وقائد الغر المحجلین صلوات اللہ علیہ

اب فرمائے کہ آپ کے صدیق اکبر کی کرامت ظاہر ہوئی یا ہمارے صدیق اکبر کا اعجاز۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں آگے چلے حکیم صاحب فرماتے ہیں اور اصل امر یہ ہے کہ جس امر اہم سے رضائے خدا متعلق ہوتی ہے اسکی تبلیغ و اعلان و اتمام حجت کا خود خداوند عالم اہتمام کرتا ہے دیکھو رضائے خدا خلافت جناب امیر علیہ السّلام سے متعلق تھی تو اسکی تبلیغ کی تاکید خود خداوند عالم نے کی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہنچا دے اس پیغام کو جو تجھپر تیرے رب کیطرف سے نازل کیا گیا (کہ علی مولائے مومنین ہے دیکھو تفاسیر اہل سنت) اور اگر اس پیغام کی تبلیغ نہیں کی تو تونے رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور خدا تجکو شر سے لوگوں (یعنی منافقین و مدعیان خلافت) کے محفوظ رکھیگا اسیوجہ سے جناب رسالتمآب نے اس تبلیغ میں کیسا اہتمام کیا شدت گرما میں غدیر خم پر ہزاروں آدمی کے روبرو مثل اپنے امیر المومنین کو مولائے مومنین بناکر خلیفہ کیا اور جو لوگ حاضر تھے انکو تاکید فرمائی کہ غیر حاضر کو یہ حکم پہونچا دیں اور لوگوں سے مبارکباد خلافت دلوائی کہ خود حضرت عمر کو بھی مبارکباد خلافت دینی پڑی ھنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولے کل مومن و مومنہ اور پھر حضرت نے قریب انتقال اسی کی تحریر کے لئے قرطاس وغیرہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ میں ایسی چیز لکھونگا کہ میرے بعد پھر گمراہ نہوگے اگرچہ گمراہ کنندہ امت محمدیہ اسمیں مخل و مانع ہوئے مگر اتمام حجت تو ہوگئی۔

جواب ہمنے سنا ہے کہ حکیم صاحب ابتدا میں سنی تھے آپنے کتب حدیث ایک بڑے سنی محدث سے پڑھی تھیں مگر پھر کسی خاص وجہ سے جسکو وہی جانتے ہوں گے شیعہ ہوگئے ہو۔ **الجواب** مولوی صاحب ہمارے شیعہ ہونے کی وجہ تو آپ کو

جانا مشکل نہیں جسوجہ سے آپنے تقلید ترک کی اسیوجہ سے ہمنے بھی تسنن ترک کیا جسطرح کلام معصوم کے سامنے کلام غیر معصوم کو تسلیم کرنا شرک فی الرسالہ اور خلاف دینداری ہے۔ ز قول مصطفےٰ رفتن سوے راے کساں زار + خداوندا کہ از اوضاع دینداری نمی باشد۔ اسیطرح معصوم کے مقابلہ میں غیر معصوم کو امام بنانا شرک فی الامامۃ اور خلاف ایمانداری ہے ویقول الانسان یلیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاء نی وکان الشیطان للانسان خذولا مگر ہمارے اور آپ کے ترک تقلید میں بہت فرق ہے آپ نے فروع دین میں تقلید علما کی ترک کی مگر اصول دین میں مقلد ابوالحسن اشعری کے بنے رہے اور مصداق ھرب من المطر وقف تحت المیزاب کے ہوئے اور ہم نے کل فروع و اصول دین میں تقلید ترک کی اور منزل تحقیق یعنی اقتدائے معصومین ہوکر مصداق والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ہوے۔

پھر فرماتے ہیں لیکن اس تحریر سے بے ادبی معاف ہمیں کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ لیس الخبر کالمعائنہ آپ نے دعوی کیا ہے کہ تفاسیر اہل سنت میں اس آیت کو خلافت علی کے حق میں لکھا ہے مہربانی کرکے ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے جلالین سے لیکر تا تفسیر کبیر اہل سنت لکھ رہے ہیں بلغ جمیع ما انزل الیک یعنی اس ما انزل کو عام مراد لیتے ہیں

الجواب مولوی صاحب ہمنے بھی سنا تھا کہ آپ بڑے محقق اور احادیث و تفاسیر میں وسیع النظر ہیں لیکن اس تحریر سے بے ادبی معاف ہمیں کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ لیس الخبر کالمعائنہ تعلق اس آیہ شریفہ کا حدیث غدیر سے متعدد علمائے اہل سنت نے لکھا ہے جسکے بیان کو ایک کتاب علیحدہ درکار ہے مگر جس سے آپ انکار کرتے ہیں اسی کی عبارت پیش کرتا ہوں صاحب جلالین اپنی تفسیر درمنثور میں تحریر فرماتے ہیں اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ

الآیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول
اللہ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب و اخرج ابن مردویہ عن ابن
مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا ایھا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم
تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ الخ
بروز غدیر شان میں حضرت علی کے نازل ہوا اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ عہد رسالت
میں اس آیہ کو ہم لوگ اسطرح پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اس پیغام کو جو اترا ہے تیری
طرف تیرے رب کیطرف سے کہ بے شک علی مولائے مومنین ہے اور اگر نہ کیا تو نہ پہونچایا تو نے
رسالت اسکی اور خدا محفوظ رکھے گا تجکو لوگوں سے اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر میں
لکھتے ہیں العاشر نزلت ھذہ الآیۃ فی فضل علیؑ ولما نزلت ھذہ الآیۃ
اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولائی
ومولے کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء ابن
عازب و محمد بن علی یعنی یہ آیہ فضل علی میں نازل ہوا اور جب یہ آیہ نازل ہوا تو حضرت نے
علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس شخص کا مولا میں ہوں پس علی بھی مولا اسکا ہے خداوندا
اسکے دوستوں کا تو دوست رہ اور اسکے دشمنوں کا تو دشمن، وہیں ملاقات کی
انسے عمر نے اور کہا مبارک ہو تمکو اے علی ابن ابیطالب کہ آج تم میرے مولے ہوئے اور کل مومنین
ومومنات کے مولا ہوئے اور یہی قول ہے ابن عباس اور براء ابن عازب اور امام محمد باقرؑ
کا اور علے ہذا القیاس تفسیر ثعلبی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر واحدی اور تفسیر سیابی
اور تفسیر وہابی وغیرہ میں متعلق اس آیہ شریفہ کا غدیر خم سے موجود ہے۔
پھر فرماتے ہیں کیا اہل سنت بھی شیعہ کیطرح کسیکی محبت میں غالی ہیں کہ قرآن مجید کے
عموم وخصوص کی بھی پرواہ نکرکے، وثلث قرآن مجید کو جناب امیر اور ائمہ اہل بیت پر

خواہ مخواہ لگاتے ہیں۔ **الجواب** مولوی صاحب آپ کے بزرگ بھی جناب رسالت مآب کو
علی کی محبت میں غالی سمجھتے تھے حدیث مناجات دیکھئے اگر آپ بھی شیعوں کو علی کی محبت
میں غالی سمجھتے ہیں تو مقام تعجب نہیں شیعہ جناب امیر علیہ السلام کو بمقتضائے آیت
مباہلہ نفس رسول سمجھتے ہیں اور مثل رسالت مآب کے انکی محبت اور اطاعت کو بھی
بحکم خدا و رسول واجب جانتے ہیں اور غلو اور غالی دونوں سے بیزار ہیں۔ اور اس امر
میں شیعوں کی خصوصیت نہیں علمائے اہل سنت بھی اکثر قرآن کو بقول آپکے جناب امیرؑ
پر لگاتے ہیں علامہ ابو نعیم نے منقبۃ المطہرین میں اور علامہ ابن مغازلی نے کتاب مناقب
میں ایک حدیث طولانی نقل کی ہے جس میں جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ان القرآن
اربعۃ ارباع فربع فینا اھل البیت خاصۃ یعنی ربع قرآن خاص ہمارے
اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اور اسی میں ہے ان اللہ انزل فی علی کرائم
القرآن یعنی خدا نے نازل کیا ہے زیادہ علی کرائم قرآن کو اور علامہ ابن حجر نے صواعق
میں لکھا ہے ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالیٰ ما نزل فی علی یعنی نہیں نازل
ہوا قرآن کسی کے بارے میں جسقدر علی کی شان میں نازل ہوا اور اسمیں ہی ما انزل اللہ
یا ایھا الذین امنوا الا و علی امیرھا و شریفھا ولقد عاتب اللہ
اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر یعنی جہاں خدا نے یا
ایھا الذین امنوا فرمایا ہے اسمیں علی اسکے امیر و شریف ہیں اور خدا نے کئی جگہ عتاب
کیا ہے اصحاب رسول پر اور نہیں ذکر کیا ہے علی کا مگر خیر کے ساتھ انکے غیر کا اور اسمیں
غلو کیا ہے جب جناب امیر حسب حدیث ثقلین ہم پلہ قرآن ہیں اور حسب روایت
علی مع القرآن والقرآن مع علی لازم و ملزوم قرآن اور حسب ہدایت شاہ
ولی اللہ صاحب قرآن ناطق ہیں تو جہاں تک انکا تذکرہ صراحۃ و ضمناً قرآن مجید میں
ہو خلاف قیاس نہیں اور نہ اسکا سمجھنے والا غالی ہو سکتا ہے مرتبہ الوہیت اور
رسالت کے بعد جو کچھ ان کی شان میں کہا جائے غلو نہیں۔
پھر لکھتے ہیں **لطیفہ** ناظرین کو اس موقعہ پر جملہ معترضہ کے طور پر شیعوں کی

تفسیر کا نمونہ بتلا دیں تو بیجا نہ ہوگا عرب میں قبل از رسالت یہ رسم تھی کہ لڑکیاں انکو باز دیتے
تھے بعض دفعہ زندہ انکو گاڑ دیتے تھے اس بد رسم کی اصلاح قرآن مجید میں کئی طرح
طرح سے آئی ہے ایک مقام پر فرمایا ہے واذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت
یعنی زندہ دفن کئے ہوئے لڑکے سے پوچھا جائیگا کس گناہ کے بدلے میں مارے
گئے تھے مضمون بالکل صاف ہے الفاظ بالکل صاف ہیں مطلب بالکل واضح
ہے مگر ائمہ شیعہ نے ہمارے خیال میں تو نہیں مگر شیعہ کی روایت میں اس آیت کو ایک
عجیب ہی قالب میں ڈھالا ہے مودۃ سے مراد محبت اہل بیت ہے یعنی خدا پوچھے گا
کہ محبت اہل بیت میں کیوں قتل کئے گئے تھے دیکھو اصول کافی اسی کو کہتے ہیں۔

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی ببری رونق مسلمانی۔

الجواب مولوی صاحب اس لطیفہ میں تو چنداں لطف نہیں قرات قرآن
مجید مختلف ہے اگر قرات معصوم وہم پلہ قرآن مجید میں مودۃ بتشدید بمعنی محبت
ہو تو کونسا تعجب ہے کیا مودۃ اقربائے رسول مزد رسالت نہیں قل لا اسئلکم
علیه اجرا الا المودة فی القربی کیا اقربائے رسول کے قتل کرنے سے
وہ قتل نہیں کئے گئے کیا قتل اقربائے رسول ایسا سہل ہے کہ آپکے نزدیک اس سے
بروز حشر سوال ہونا مقام تعجب ہے بلکہ یہ تفسیر بہ نسبت آپکی تفسیر کے قرین قیاس
ہے اسواسطے کہ حشر میں سوال قاتل سے ہوگا کہ کیوں خون ناحق کیا نہ کہ مقتول
سے کہ کیوں تم مارے گئے اور یہی تفسیر اس آیت کا مطلب علیحدہ ولا تقتلوا
اولادکم سے ہوگا جو خالی از لطف نہیں البتہ آپ اپنے یہاں کی تفسیر کا کوئی
نمونہ بطور لطیفہ بیان کرتے تو زیادہ لطف آتا مثلاً جناب رسالت مآب
بخاطر مشرکین قرآن مجید میں بتوں کی تعریف اضافہ کر دیتے تھے اور آیہ اللات
والعزی ومناة الثالثة الاخری کے بعد حضرت نے بتوں کی تعریف میں
تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی زیادہ کرکے سنا دیا نعوذ
باللہ من هذه العقیدة الفاسدة الجالبة للکفر شیعوں کی تفسیر یہ

تو بخیال خام آپ کے رونق اسلام جاتی تھی مگر اس تفسیر پر آپ کے ملت اسلامیہ نقاب ہوتی ہے اب اپنے حال پر پڑھئے۔ گر تو قرآن بدیں نمط خوانی + ببری رونق مسلمانی۔
پھر لکھتے ہیں حکیم صاحب ما انزل میں ما کا لفظ عام ہے قرآن مجید میں کئی ایک جگہ ما انزل آیا ہے دور کیوں جاؤ اسی سورت میں اسی آیت سے قبل ہی آیا ہے ولیزیدن کثیرا منہم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا یعنی جو کلام تیرے رب کیطرف سے اترا ہے وہ بہت سے کفار کو سرکشی اور کفر میں ترقی کا سبب ہوتا ہے
الجواب مولوی صاحب آپ تو ۔ من محاسن لفظی و معنوی و ظہر و بطن کلام مجید سے واقف ہوں گے آیت بلغ کے قبل و بعد دو مرتبہ خداوند عالم نے اس آیت کو ارشاد فرمایا ہے جس سے صاف اشارہ ہے کہ اس تبلیغ خلافت سے کفار و منافقین میں طغیان کثیر پیدا ہوگا پس تینوں ما انزل کا ایک ہی مقصود ہے اور فی الواقع اس سے زیادہ کیا طغیان ہوگا کہ بوقت واپسی مقام عقبہ میں منافقین نے خود جناب رسالت مآبؐ کے قتل کی فکر کی اور خداوند عالم نے حسب عدہ واللہ یعصمک من الناس اپنے پیغمبر کو انکے شر سے محفوظ رکھا اور رسالتمآبؐ نے ان منافقین کو حضرت حذیفہ صاحب السر کو دکھلا اور بتلا دیا جن سے حضرت عمر اپنے منافق ہونے کے بارہ میں استفسار کیا کرتے تھے اور انکے نہ جواب دینے سے ہمیشہ ہی آکے خود فرمایا یا ؟؟ یا حذیفۃ انا من المنافقین پھر لکھتے ہیں لغت میں ما موصولہ عام ہے پھر کیا اہل سنت کے سر میں سودا تھا کہ وہ بھی شیعہ کیطرح اپنے معنی کرتے کہ دنیا حیران رہ جاتی۔ **الجواب** مولوی صاحب ما موصولہ اگرچہ عام ہے مگر عام کو کسی جگہ بخصوصیت شان نزول یا دیگر قرائن کے خاص کر لینے میں کوئی قباحت نہیں فخر رازی تفسیر کبیر میں بذیل تفسیر وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون لکھتے ہیں فاللفظ وان کان عاما الا ان المراد بعضہم مثلاً لغت میں لفظ اتقی عام ہے مگر سیجنبہا الاتقی میں اس سے آپ لوگ حضرت ابوبکر مراد لیتے ہیں پھر اسکو آپ سودا کہیں گے یا جنون اور

ما انزل عام ہے کل کتب منزلہ من السماء پر اسکا اطلاق ہے مگر بعض جگہ اس سے خاص قرآن مجید مقصود ہے مثلاً واذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ یہی تخصیص ہے پس اگر ایسی تخصیص کا نام آپ نے سود ارکھا ہے تو کل مفسرین آپ کے مجنون ہونگے۔ پھر لکھتے ہیں دیکھئے اہل سنت کے ایک بڑے مستند عالم اور شیعوں کی جا بر ادب والدہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بھی اس ما کو کیا عام تبلایا ہے فرماتے ہیں من حدثک ان محمد اکتم شیئاً مما انزل اللہ فقد کذب واللہ یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (صحیح بخاری کتاب التفسیر) جو کوئی کہے کہ آنحضرت نے کلام منزل سے کچھ چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول جو کچھ تجھپر اترا ہے وہ پہونچا دے ۔ **الجواب** ایسی روایت اور قول سے شیعوں پر استدلال آپ کے کمال مناظرہ دانی کی دلیل ہے ہم اپنے علما و ائمہ کے اقوال سے استدلال لائیں تو آپ اسکو تسلیم کرینگے جب امام بخاری کو جناب امیر علیہ السلام کا نام لینا گوارا نہ تھا تو ما انزل کو خاص کر کے انکی خلافت و اطاعت کو واجب کرنا کیونکر گوارا کرتے علامہ ذوالنسبین نے کتاب اسماء النبی میں لکھا ہے بدا انا بما اوردہ مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطعہ البخاری واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ ولاسیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنی عادت بخاری کی ہے کہ حدیث کو کاٹ چھانٹ کر لکھتے ہیں اور یہ عیب انکی تصنیف میں ہے خصوصاً ذکر علی کو ساقط کر دیتے ہیں اور علی ہذا القیاس ام المومنین اگر ما انزل کو خاص کر کے انکی خلافت اور اطاعت کے وجوب کا خود اقرار فرمالیتیں تو آپ لوگونکو جنگ جمل میں خطائے اجتہاد کے حیلے کا موقع کیونکر ملتا مولوی صاحب ہماری ام المومنین نے آپکے خلیفہ چہارم سے مقاتلہ کیا ہے اور اپنے بچوں کے خون سے زمین لالہ زار کر دی ہے پس اگر وہ مقاتلہ آپ کے نزدیک صواب تھا تو خلافت چہارم سے دست بردار ہو کر اسکو راشدہ سے خارج کر دیجئے اور اگر خطا تھا تو اس تفسیر کو بھی خطا سمجھئے اسی خطا سے وہ خطا

بھی صادر ہوئی تھی۔ **پھر لکھتے ہیں** دیکھئے صدیقہ نے سالبہ جزیہ کی نفی کر کے آیت کو
موجبہ کلیہ بتلا کر شیعہ مذہب کی کیسی تردید کی ہے جو آیت کو شخصیہ کہتے ہیں۔
الجواب مولوی صاحب سمجھ کے لکھا کیجئے آخر کچھ اہل علم بھی اس اخبار کو دیکھتے ہونگے
آیت نہ موجبہ کلیہ ہے نہ کوئی اسکو شخصیہ کہتا ہے بلکہ جملہ انشائیہ ہے جسکا مفعول عام ہے
نزدیک عام ہے اور شیعوں کے نزدیک بلحاظ تفسیر معصوم و تخصیص شان نزول و اقرار
اکثر علماء اہل سنت و دیگر قرائن کے خاص ہے اور بالفرض اگر موجبہ کلیہ بھی ہوتا اور
شیعہ اسکو شخصیہ بھی کہتے ہیں تو شیعوں کے مذہب کی تردید کیونکر ہوئی کیا کل انسان کاتب
او رزید کاتب میں تناقض ہے کلیہ پر حکم باعتبار افراد ہی کے ہوتا ہے جب کل فریضہ کی تبلیغ
و تفسیر حضرت کو ضروری تھی تو آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ (جس سے فرضیت اطاعت
جناب امیرؑ ثابت ہوتی ہے) کی تبلیغ و تفسیر بھی حضرت پر ضروری ہوگی اور چونکہ زمانہ وصال
رسالت مآب قریب تھا اور جیسا مجمع مومنین کا حجۃ الوداع میں تھا پھر ایسا مجمع ہونا
بھی دشوار تھا اور حضرت کو مخالفین سے خوف بھی تھا لہذا خداوند عالم نے اس آخر
الفرائض کی تبلیغ و تفسیر کی آیہ یا ایھا الرسول بلغ الخ سے تاکید فرمائی اور
وعدہ حفاظت بھی کیا تاکہ اتمام حجت ہوجائے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ
بعد الرسل۔ **پھر لکھتے ہیں** اے جناب ایسے طفل تسلیوں سے کیا ہوتا ہے کیا
ایسی کمزور باتوں سے ایسا زوردار ایمانی مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے کچھ تو خیال فرمائیے
الجواب اب تو آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جیسا یہ زوردار ایمانی مسئلہ ہے اسیقدر
اسکے زوردار دلائل ہیں اور جسقدر اس آخر الفرائض کی تبلیغ کی تاکید خداوند عالم نے
فرمائی ہے اسقدر اور کسی فریضہ کی تبلیغ کی بارہ میں تاکید نہیں فرمائی اے جناب کچھ تو
خیال فرمائیے کہ اور تبلیغ کے وقت ایذا دہی کفار پر حضرت کو خدا نے صبر کرنے کا
حکم دیا ہے اور اس تبلیغ پر حضرت کی حفاظت وعدہ فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ ایسا ہی امر اہم تھا جس سے مخالفین میں طغیان کثیر پیدا ہونیوالا تھا ورنہ
حضرت علیؑ کی محبت اور بغض کے بارہ میں رسالت مآب صدہا مرتبہ ارشاد

فرما چکے تھے اور کسی نے کچھ چون و چرا نہ کی تھی اور وہ امر اہم یعنی تخلیف جناب امیرؑ
تھی جس سے دنیاداروں کو نفع دنیاوی کی امید منقطع ہوئی تھی بگمان انکو حدود شرعی
کے قائم ہونے کے خوف سے لرزہ پیدا ہوا منافقین کی آنکھوں کے سامنے ذوالفقار
چمکنے لگی منافقین کو جان کے لالے پڑ گئے شیطان نے سر پر خاک اڑائی کہ رسول
کے بعد نقش رسول امت رسول کو گمراہ نہ ہونے دیگا۔ بہر لکھتے ہیں آئیے اب آپکو اس
روایت کی تفصیل سنائیں یہ روایت من کنت مولاہ سنیونکی کسی صحیح سند سے
نہیں ملتی **الجواب** مولویصاحب ایمان کی بات کہا کیجیے اور ایمان ہی کام آئے گا
جسقدر اسانید اس حدیث کے علما اہل سنت نے لکھے ہیں اگر لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب
تیار ہو مگر چند قول پر اکتفا کرتا ہوں اور اسیقدر طالب حق کو کافی ہے ابن حجر صواعق میں
لکھتے ہیں انہ حدیث صحیح لا ریب فیہ وقد اخرجہ جماعۃ کالترمذی و
النسائی واحمد وطرقہ کثیرۃ جدا ومن ثم رواہ ستۃ عشر صحابیا
وشھد وابہ لما نوزع ایام خلافتہ یعنی یہ حدیث صحیح ہے اسمیں کوئی شک
نہیں اسکو ایک جماعت علما نے روایت کیا ہے مثل ترمذی ونسائی واحمد کے اور طرق
روایت اسکے بہت ہیں اسیوجہ سے سولہ صحابی نے اسکو روایت کیا ہے اور روایت احمد سے ظاہر
ہوتا ہے کہ تیس صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے اور اسپر شہادت دی جب ایام خلافت علی میں نزاع
ہوئی اب فرمائیے کہ اس حدیث کی صحت اور تواتر اور کثرت اسانید ثابت ہوئی یا نہیں
بعد اسکے وہی لکھتے ہیں ولا التفات لمن قدح فی صحتہ ولا لمن ردہ بان علیا
کان بالیمن لثبوت رجوعہ منہا وادراکہ الحج مع النبیؐ وقول بعضہم
زیادۃ اللھم وال من والاہ موضوع مردود فقد ورد ذلک من
طرق صحح الذہبی کثیرا منہا یعنی التفات نکیا جائے اسکی طرف جو اسکے صحت میں
قدح کرتا ہے اور نہ اسکی طرف جو اسکو رد کرتا ہے اسوجہ سے کہ حضرت علی اسوقت یمن میں تھے
اسواسطے کہ حضرت علی کا واپس آنا یمن سے اور رسالت مآب کے ساتھ حج کرنا ثابت
ہے اور بعضوں کا قول کہ اللھم وال من والاہ الی آخرہ موضوع ہے غلط ہے

یہ روایت متعدد طریقوں سے آئی ہے اور اکثر طریقوں کو ذہبی نے صحیح کیا ہے اب فرمائیے
کہ اس حدیث میں قدح کرنیوالوں کی غلطی ظاہر ہوئی کہ نہیں علامہ تفتازانی و علامہ
قوشجی لکھتے ہیں اما حدیث الغدیر فهو انه علیه الصلوة والسلام
قد جمع الناس یوم غدیر موضع بین مکة والمدینة بالجحفة و
ذلک بعد رجوعه من حجة الوداع وکان یوما صائفا حتی ان
الرجل لیضع رداءه تحت قدمیه من شدة الحر وجمع الرحال
وصعد علیها فقال مخاطبا معاشر المسلمین الست اولی بکم من
انفسکم قالوا بلی قال فمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من
خذله وهذا حدیث متفق علی صحته یعنی حضرت رسالت نے غدیر خم پر
بعد واپسی کے حجة الوداع سے جسوقت سخت گرمی تھی کہ لوگ طپش کیوجہ سے پانوں کے نیچے
چادر رکھے تھے کجاووں کا ممبر بنا کے تشریف فرما ہوئے اور سب سے مخاطب ہو کے فرمایا
اے گروہ مسلمانان کیا میں تمھارے نفس کا مالک نہیں ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں
آپنے فرمایا جسکا میں مولا ہوں اسکا علی بھی مولا ہے خداوندا اسکے دوست کا تو
دوست رہ اور اسکے دشمن کا تو دشمن رہ اور جو اسکی مدد کرے اسکی تو مدد کر اور
جو اسکی نصرت نکرے اسکو رسوا کر اور یہ حدیث ہے کہ اسکی صحت پر سبکا اتفاق ہے
اب فرمائیے کہ اسکی صحت پر اتفاق علماء محدثین کا ثابت ہوا یا نہیں اور یہ بھی انصافاً
فرمائیے کہ اسقدر اہتمام جناب رسالتمآب نے فقط اسواسطے فرمایا تھا کہ لوگوں سے کہدیں
کہ علی سے محبت رکھو جسکے بارے میں صدہا آیتیں قرآن کی آچکی تھیں اور حضرت بھی
صدہا مرتبہ پہلے بھی فرما چکے تھے یا اسواسطے فرمایا تھا کہ لوگونکو مطلع کریں کہ خداوند
عالم نے بعد میرے علی کو میرا قائم مقام کیا ہے اگر اسکی اطاعت کروگے تو گمراہ نہو گے

باقی آیندہ — محمد جعفر بنارسی

اصلاح افسوس کہ ہنوز یہ تحریر ناتمام ہے اور حق یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب نے نہایت

اجمال سے بیان کیا گیا ہے یہانتک کہ ان محدثین کا نام بھی لکھا جنھوں نے اسکے تواتر کی شہادت دی ہے۔ بعض محدثین اہل سنت کا اشتغال بہ علاوہ اسکے صرف طرق حدیث میں لکھنا بھی نہ لکھا جسکی وجہ غالباً کثرت مشاغل ہے مگر حیرت ہوتی ہے مولوی ثناء اللہ صاحب پر جو اہلحدیث ہونیکا دعوے کرتے ہیں اور اپنے تفسیر ثنائی کا ہر اخبار میں اشتہار چھپواتے ہیں باس ہمہ دانی پر آپ یہ سوال کرتے ہیں "آپنے دعوے کیا ہے کہ تفاسیر اہل سنت میں اس آیہ کو خلافت علی کے حق میں لکھا ہے مہربانی کرکے ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے جلالین سے لیکر تا تفسیر کبیر اہل سنت لکھ رہے ہیں بلغ جمیع ما انزل الیک یعنی اِس ما انزل کو عام مراد لیتے ہیں"

اس سوال کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسا مفسر ہے جسنے آجتک کسی تفسیر میں یہ مضمون نہ ملا اسپر فرقہ اہلحدیث ہے کہ آپکو خلیفہ ہی بنانا چاہتے ہیں۔ بھلا بتائیے انکے سوال اور مرزا حیرت کے انکار شہادت میں کیا فرق ہے۔ اور اسکا کوئی کیا جواب دے کیونکہ یہ مضمون ایسا نہیں جو ایک تفسیر میں ہو چند تفاسیر کا نام تو خود جناب حکیم صاحب نے لکھدیا ہے۔ اگر کچھ بھی حیا ہوگی تو انھیں تفسیر ونکو دیکھ کر اپنے اس جملہ پر شرما جائیے "ذرہ کسی ایک تفسیر کا حوالہ تو دیجئے"

اسپر طرہ یہ ہے کہ آپکی بی بی عائشہ کی تفسیر جو بخاری کی روایت سے سند لاتے ہیں حالانکہ عائشہ کو جو عداوت جناب امیر سے تھی اُس سے تو یہود و نصاریٰ بھی واقف ہیں چہ جائیکہ اڈیٹر اہلحدیث اُس سے نا آشنا ہوں۔

اڈیٹر صاحب صحیح بخاری کے باب وفات النبی کو ملاحظہ فرمائیے جس میں انھیں صدیقہ نے صرف ابطال وصایت جناب امیر کے لئے یہانتک کہ دیا کہ رسول اللہ تکیئے کو طشت کیطرف بڑھے تھے کہ دم نکل گیا اور مجھے نہ معلوم ہوا۔ پھر ایسے صادق اللہجہ کے کلام سے سند لانا آپ ہی کا کام ہے۔ کاش آپ ابن ملجم کا کوئی کلام نقل کئے ہوتے تو زیادہ مناسب تھا کہ وہ کسیوقت تو مسلمان تھا۔ اور آپکے امام اعظم ابن حزم نے تو اسکو مجتہد ہی بنا یا ہے۔

اڈیٹر

قرابۃ الرسول صلعم

قرابت ایسی چیز نہیں ہے جسکے معنی بتانے کی ضرورت ہو نزدیکی و خویشاوندی قرابت مندی و عزیز داری سے کون ایسا شخص ہے جو نہ واقف ہو۔

اسیطرح محبت اہل قرابت بھی ایک بدیہی اور فطری امر ہے کہ ہر عزیز کو اپنے عزیز سے محبت ہوتی ہے اگرچہ انمیں اختلاف بھی ہو اسیطرح اپنے آقا یا محسن کی اولاد و اعزہ کے ساتھ محبت بھی فطری امر ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر غلام اپنے آقازادہ سے خاص محبت رکھتا ہے۔ اسیطرح شاگرد اپنے اُستادزادہ سے رعایا اپنے رئیس زادہ سے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرابتمندانِ اُستاد یا رئیس یا محسن ایک خاص امتیازی حالت رکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے بعد استاد یا رئیس کے یہ بھی واجب المحبۃ والاحترام شے ہے۔

چونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ آقا اور غلام یا خادم و مخدوم میں آقازادہ و مخدوم زادہ کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے لہذا یہاں کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ مگر حیرت اسپر ہوتی ہے کہ پھر خداوند عالم نے آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودۃ فی القربیٰ میں۔ قرابت مندوں کی محبت و مودّت رسولؐ کا کیوں حکم فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہہ تو اے محمدؐ ہم نہیں سوال کرتے ہیں تمسے اسپر (تبلیغ رسالت پر) مگر مودۃ قربیٰ کو جیسے ظاہر ہوا کہ حضرت کو اسکا حکم ہے کہ مودۃ قربیٰ کو اجر رسالت میں طلب فرمائیں۔

وجہ حیرت یہ ہے کہ مودۃ قربیٰ یعنی قرابت مندوں کی محبت تو ایک فطری امر ہے کہ خواہ اپنی قرابت ہو یا کسی رئیس یا دوست کی قرابت سبکے ساتھ محبت کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

مودۃ قربیٰ کی تین تفسیر کی گئی ہے ایک تو یہ کہ قرابت مندانِ رسولؐ کی محبت کرو جو ایک کھلی اور ظاہر بات ہے کہ ہر رئیس یا محسن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُسکے عزیزوں سے محبت کیجائے اگرچہ اُنسے محبت رکھنا بھی فطری ہے مگر اُسکی خواہش کرنا بھی فطری ہے۔

دوسرے معنے یہ بھی بتائے گئے ہیں کہ مودۃ قربیٰ سے یہ مراد ہے کہ اگر بوجہ اسلام رسول اللہ کی محبت نہیں کیجاتی تو اسوجہ سے محبت کرنا چاہئے کہ وہ تمامی قریش کے قرابت مند ہیں

ہر قبیلہ سے آپکی کچھ نہ کچھ قرابت ہے پس ہر ایک حضرت کو حکم ہوا کہ اسکا سوال کرو۔ یہ معنی جیسے خوبصورت ہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک طرف تو حضرت کیطرف سے حکم اُنسے جہاد کرنے کا ہے دوسری طرف اُنسے یہ خواہش کہ ہماری محبت کرو کون عاقل اسکو قبول کر سکتا ہے۔ ہر حکم خاص تیسرے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ باہم اپنا قرابت مندوں کی محبت کرو کہ ایک قرابت مند کو دوسرے قرابت مند کی محبت لازم ہے اور یہی اجر رسالت ہے۔

گر یہ صورت محبت اہل قرابت ایک فطری امر ہے ہر شخص فطرۃً مجبور ہے کہ اپنے اہل قرابت سے محبت کرے پھر خداوند عالم نے اسکے سوال کا کیوں حکم دیا اور اسکو اجر رسالت کیوں قرار دیا کیونکہ فطری امور تو خود انجام پاتے ہیں انکے نسبت کوئی حکم صادر کرنا حکیم کی شان کے خلاف ہے۔

پچھلے دو معنی تو خود ایسے لغو ہیں جنپر بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ عرب کا تعصب اور انکی حمیت سب کو معلوم ہے وہ قرابت مندی کا اس درجہ خیال کرتے کہ ایک قرابتمند کے مارے جانے پر سالہا سال تک خونریزی قائم رہتی حالانکہ جان سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ مگر قرابت مندی کے خیال سے اُسکا کبھی کچھ لحاظ نہ کرتے پھر اُسکا سوال کرنا تحصیل حاصل تھا کیونکہ ہر شخص اسیر فطرۃً مجبور ہے کہ اپنے قرابت مندوں سے محبت کرے۔

ہاں احادیث و تواریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے اسباب اسیوقت جمع ہو چکے تھے کہ رسول اللہ کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ قوم سے اسکا سوال کریں کہ ہمارے اہل قرابت سے محبت کرو۔ کیونکہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں اپنے قرابت مندوں کی یا اپنے کسی قسم کے محسن کے قرابت مندوں کی محبت فطری ہے ویسا ہی اُس زمانہ میں خاص طور پر اسکی کوشش شروع کی گئی تھی کہ اس قرابت کو اور اسکے اثر محبت و مودة کو مٹانا چاہئے لہذا خدا نے اس حکم کو نازل کیا کہ تم خلاف فطرت نہ کام کرو اپنے محسن زادوں کی محبت کرو قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ۔

اب کو تعجب ہوگا کہ ایسا کیونکر ممکن ہے خصوصاً اُس زمانہ میں کہ رسول اللہ زندہ اور موجود تھے اور قوت و اقتدار میں ترقی تھی کہ تمامی عرب مطیع و منقاد ہو رہے تھے نہ صرف

مذہبی حیثیت سے بلکہ ظاہری سلطنت و حکومت بھی ساتھ رکھتی ہے کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسی کوشش کیجائے کہ یہ اثر مٹایا جائے۔

مگر جب آپ اس پر غور کرینگے کہ خدا نے آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کیوں نازل کیا تو آپکے سب شکوک و اوہام دفع ہو جاینگے کیونکہ یہ کوئی حدیث نہیں ہے جسکو ضعیف و موضوع کہیں کوئی روایت نہیں ہے جو جرح و قدح راویوں سے اسکو اڑا دیجئے بلکہ یہ قرآن کی آیت ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ خداوند عالم ایسی باتوں کا حکم دیتا ہے جن کی تعمیل نہیں ہوتی تھی یا ہوتی تھی تو بیقاعدہ نہ یہ کہ ایسے فطری امور کا حکم دے جو فطرۃً عام جاری و ساری تھا

اب آئیے میں چند واقعات ایسے دکھاؤں جس سے معلوم ہو کہ قرابت رسول اور اسکا اثر کیونکر مٹایا جاتا تھا جس سے ضرورت داعی ہوئی کہ اس امر فطری کی یاددہی کیجائے دیکھئے صواعق محرقہ میں ہے وصح ان العباس شکا الی رسول اللہ ص ما یلقون من قریش عن تعبیسهم فی وجوههم وقطعهم حدیثهم عند لقائهم فغضب غضبا شدیدا حتی احمر وجهه وعرق بین عینیه وقال والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله ولرسوله وفی روایة صحیحة ایضا ما بال اقوام یتحدثون فاذا راوا الرجل من اهل بیتی قطعوا حدیثهم والله لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی یحبهم لله ولقرابتهم منی وفی اخری والذی نفسی بیده لا یدخلون الجنة حتی یومنوا ولا یومنوا حتی یحبوکم لله ولقرابتی وفی اخری ولا یومن احدکم حتی یحبکم لحبی اترجون ان تدخلوا الجنة بشفاعتی ولا یرجوها بنو عبد المطلب وهی لها طرق اخری کثیرة وقدمت بنت ابی لهب المدینة مهاجرة فقیل لها لا تغنی عنک هجرتک انت بنت حطب النار فذکرت ذلک للنبی ص فاشتد

غضبہ ثم قال علی منبرہ ما بال اقوام یوذونی فی نفسی وذوی رحمی الا ومن اذی نسبی وذوی رحمی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ وخرج عمر الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیۃ مع علی رضی اللہ عنہ الی الیمن فرای منہ جفوۃ فلما قدم المدینۃ اذاع شکایتہ فقال لہ النبی صلعم واللہ لقد اذیتنی فقال اعوذ باللہ ان اوذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیا فقد اذانی اخرجہ احمد زاد ابن عبد البر من احب علیا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ وکذالک وقع لبریدہ انہ کان مع علی فی الیمن فقدم مغاضبا علیہ واراد شکایتہ لجاریۃ اخذھا من الخمس فقیل لہ اخبرہ لیسقط علی من عینیہ ورسول اللہ یسمع من وراء الباب فخرج مغضبا فقال ما بال اقوام ینتقصون علیا من ابغض علیا فقد ابغضنی ومن فارق علیا فقد فارقنی ان علیا منی وانا منہ خلق من طینتی وانا خلقت من طینۃ ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم یا بریدہ اما علمت ان لعلی اکثر من الجاریۃ واخرج ابو الشیخ والدیلمی من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زنیۃ واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طہر ص ۱۰۳

حدیث صحیح میں ہے کہ عباس نے شکایت کی رسول اللہ سے کہ ہم جب مجمع قریش میں جاتے ہیں تو وہ لوگ ترش روئی کرتے ہیں اور اپنی بات چیت کو جو کرتے رہتے ہیں ہمکو دیکھکر قطع کر دیتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ حضرت اسکے نہایت درجہ غضبناک ہوئے کہ چہرہ سرخ ہو گیا اور پیشانی پر عرق آ گیا۔ بالائے ممبر

جا کر فرمایا قسم خدا کی تم لوگوں کے دل میں ایمان ہرگز نہ داخل ہوگا جبتک خدا اور رسول کیلئے محبت اہل بیت نہ پیدا کرو۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہو اہے اُن قوموں کو جو بات چیت کرتے ہیں۔ اور جب کسیکو ہمارے اہل بیت سے دیکھتے ہیں تو بات کو کاٹ دیتے ہیں جب تک ہمارے اہل بیت سے لِلّٰہ و للرسول کوئی محبت نہ کریگا وہ مومن نہ ہوگا تیسری حدیث کہ تم لوگ داخل جنت نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہوگا جب تک اہل بیت کی محبت نہ کرو بغرض خوشی خدا و بخیال میری قرابت کے چوتھی روایت یہ ہے کہ جب تک تم لوگ انکو دوست نہ رکھوگے مومن نہوگے کیا تم امید کرتے ہو کہ داخل جنت ہو میری شفاعت سے تم لوگ اور خاندان عبد المطلب کو یہ امید نہ ہو؟ اور بھی بہت سے طریقوں سے یہ حدیث مذکور ہے۔

ابولھب کی بیٹی ہجرت کرکے مدینہ آئی تو صحابہ نے کہا اس ہجرت سے کوئی نفع نہیں۔ کیونکہ تو آتش دوزخ کی بیٹی ہے۔ اسنے رسول اللہ سے آکر عرض کیا۔ تو حضرت نہایت درجہ غضبناک ہوئے اور بالائے منبر جا کر فرمایا کیا ہوا ہے لوگوں کو جو ایذا دیتے ہیں کہ ہمارے اہل نسب و قرابت مند انکو کہ یہ سبب ہے میری ایذا کا اور میری ایذا اُن کی ایذا ہے۔

اسیطرح عمرو اسلمی جو اصحاب حدیبیہ سے تھا جناب امیرؑ کے ساتھ یمن گیا۔ اور کسی بات میں جناب امیر سے ناراض ہوا جب مدینہ آیا تو جناب امیر کی شکایت کرنا شروع کی اور اسکو مشہور کیا جب اسکو حضرت رسولؐ نے بھی سُنا تو فرمایا واللہ تو نے مجھے ایذا دی۔ اُسنے کہا پناہ بخدا کہ میں آپکو ایذا دوں حضرت نے فرمایا ہاں جسنے علیؑ کو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی۔ اور اسیطرح بریدہ سے واقع ہوا کہ وہ علی کے ساتھ تھا یمن میں۔ وہاں سے رنجیدہ ہو کر حضرت کے پاس آیا اور چاہا کہ اسکی شکایت کریں کہ علیؑ نے مال خمس سے ایک لونڈی لی ہے کسی نے بریدہ سے کہا کہ رسول اللہ سے اس حال کو بیان کرو کہ علی انکی نظروں سے گر جائیں۔ یہ کلام حضرت رسول پس پردہ سے سن رہے تھے۔ غضبناک ہو کر برآمد ہوئے اور فرمایا کیا ہوا ہے ان لوگوں کو کہ عداوت رکھتے ہیں علی سے۔ جو عداوت

رکھے علی سے اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جو جدا ہوا علی سے وہ مجھ سے جدا ہوا علی مجھ سے
ہیں اور میں علی سے کہ اُن کی خلقت میری طینت سے ہوئی اور میں طینت ابراہیم سے پیدا
ہوا اور میں اُنسے افضل ہوں۔ اور ابو الشیخ و دیلمی نے روایت کی ہے کہ جسنے حق میری عترت
کا اور انصار و عرب کا نہ پہچانا وہ یا منافق ہے یا حرامزادہ یا ماں اُسکی حیض میں اُس سے
حاملہ ہوئی صت ۱۰۳

یہ روایتیں آپ کو صاف بتاتی ہیں کہ صحابہ عموماً دشمن جناب امیرؑ ملکہ کل اہل بیت
رسالت کے تھے اُن کو دیکھکر تیوری چڑھا لیتے اپنی گفتگو بند کر دیتے اُن کی شکایتیں کیا
کرتے اسکی تدبیر بھی کرتے کہ حضرت علی نظروں سے رسول اللہ کے گر جائیں۔ اسلئے
رسول اللہ نے یہ حدیثیں فرمائیں کہ کسی طرح وہ لوگ ایمان لائیں۔ صحابہ میں یا خود ما
کہاں عداوت تھی جو اسکی ضرورت ہوتی کہ آپ صحابہ کی سفارش فرماتے۔ ان حدیثوں
سے آپکو اسکا بھی پتہ ملگیا ہوگا کہ وہ کس قسم کی گفتگو یا خود ما ہوتی تھی جسمیں حضرت
عباس نے آجانے کو وہ لوگ مخل سمجھتے۔ بجز خلافت کون امر تھا؟ کیونکہ اسی صواعق
محرقہ سے آپکو یہ معلوم ہوگا کہ اِس قسم کے خیالات زیادہ تر خلیفہ دوم ہی کو تھے جو قرابت
رسول کو یا بنی ہاشم ہونے کو غیر نافع سمجھتے جسپر رسول اللہ نے مکرر خطبے فرمائے چنانچہ
ابن حجر لکھتے ہیں وروی الطبرانی ان ام ھانی اخت علی بن ابیطالب
بدا قرطاھا فقال عمر ان محمدا لا یغنی عنک من اللہ شیئا فجاءت
الیہ فاخبرتہ فقال م یزعمون ان شفاعتی لا ینال اھل بیتی وان
شفاعتی لینال صداء وحکماء وروی البزار ان صفیۃ عمۃ رسول
اللہ توفی لھا ابن فصاحت فصبرھا النبیؐ فخرجت ساکتۃ فقال
لھا عمر صراخک ان قرابتک من محمدؐ لا یغنی عنک من اللہ
شیئا فبکت فسمعھا النبیؐ وکان یکرمھا ویحبھا فاخبرتہ
بما قال عمر فامر بلالا فنادی بالصلاۃ فصعد المنبر ثم قال
ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب ونسب منقطع

صفحہ ۱۲۵

یوم القیمۃ الا سببی ونسبی فانھا موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ

یعنی ام ہانی خواہر جناب امیر سے عمر نے کہا کہ محمدؐ تمکو خدا سے کچھ نفع نہیں دلا سکتے۔ ام ہانی نے خدمت رسول اللہؐ میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہماری شفاعت میرے اہل بیت کو نہیں پہونچے گی حالانکہ بتحقیق میری شفاعت صدا و حکما تک پہونچے گی (جو دو قبیلے ہیں یمن کے) اور بزار نے روایت کی کہ صفیہ عمۂ رسول اللہ کا ایک لڑکا مرگیا اسپر صفیہ روئیں۔ تو رسول اللہؐ نے انکو تسلی دی جس سے وہ خاموش ہوگئیں رونا موقوف کیا جب مکان سے باہر نکلیں تو عمر نے کہا وہ چیمنا چلانا تمھارا کیا ہوا۔ تمھاری قرابت جو محمدؐ سے ہے وہ خدا کے نزدیک کوئی نفع نہیں پہونچائیگی۔ صفیہ روتی ہوئیں خدمتِ رسول اللہؐ میں حاضر ہوئیں۔ اور کلام عمر کو بیان کیا حضرت نے بلال کو حکم دیا کہ **نماز کے لئے ندا دیں** جب سب جمع ہوئے تو حضرت بالائے ممبر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کیا ہوا ہے اس قوم کو جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت بے سود ہے حالانکہ ہر سبب و نسب منقطع ہو گا بروز قیامت لیکن میرا سبب و نسب کہ دنیا و آخرت دونوں میں موصول ہے۔

اب تو آپ کو معلوم ہوگیا ہو گا کہ یہ سب کرشمے حضرت عمر ہی کے تھے یا اُن کے ساتھیوں کے جو قرابت مندانِ رسول اللہؐ پر طعنہ زن ہوتے اور اسکو بے حقیقت سمجھتے جسپر ملکر خطبہ حضرت نے فرمایا اور سمجھایا مگر نہ سمجھے۔

یہاں سے اسکا بھی پتہ ملا ہو گا کہ ان لوگوں کے دل میں حضرت سے کتنی عقیدت تھی کہ حضرت کو بہ لفظ محمد یاد کرتے اور رسول اللہ کہنا بھی ناگوار تھا۔ اہل سنت غور کریں یہ تو اُن کی ایمان داری و دینداری کی نشانی تھی مگر اسکا کیا جواب ہے کہ ان حضرات نے انسانی رحم و ہمدردی کو بھی خاندان رسول کیلئے بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ کہاں تو حضرت صفیہ اس مصیبت میں مبتلا ہیں کہ بیٹا مرگیا ہے رو رہی ہیں جس پر رسول اللہؐ تسلی و تشفی کے کلمات فرماتے ہیں۔ اُس حالت میں حضرت عمر طعنہ دیتے ہیں کہ قرابت مندی رسول سے تمکو کوئی فائدہ نہیں۔ نہ معلوم آخر انکے ذہن

میں وہ کون سی چیز تھی جو مفید ہوتی۔ کیا کفر و نفاق و سلطنت ہی کو انھوں نے
بخشایش کا بھی ذریعہ سمجھا تھا۔ مگر یہ تو جب ہوتا کہ قیامت پر ایمان لاے ہوتے
انکو دنیا کے سوا اور کسی چیز سے کب کچھ مطلب تھا جو فرمانِ رسول پر ایمان لاتے
اگر آپ تمام دنیا کے وحشیوں کو ایک جگہ جمع کریں جسمیں بدویوں کی نفرت انگیز کارروائی بھی
ہے کہ واقعہ حرا میں خاص مدینہ رسول اللہ میں یزیدیوں نے دودھ پیتے بچوں کی
ٹانگیں پکڑ کر ماؤں کی گود سے کھینچیں۔ اور دیوار و پتھر پر ٹپک دیا جس سے مغز سر
اس کا پاش پاش ہو گیا۔ یا وہابیوں کی یہ کارروائی کہ دودھ پیتے بچوں کو ماؤں
کے گود میں ذبح کیا تو بھی آپکو اس وحشت کے مقابلہ میں سرنگوں ہونا پڑیگا
کیونکہ وہاں تو پھر بھی مخالفت تھی اور جوش انتقام موجزن تھا بخلاف
یہانتک کہ ہر طرح عقیدتمندی کا اظہار کیا جاتا ہے اور پھر اس معظمہ کا کوئی
قصور بھی نہیں ہے بجز اسکے کہ اپنے بچے کے مرنے پر رو رہی ہیں مگر حضرت
عمر بلا وجہ بلا سبب یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ قرابت محمدؐ سے تم کو
کوئی نفع نہیں۔

اگر حضرت عمر کا یہی عقیدہ تھا اور اسی کو وہ اسلام سمجھتے تھے تو کیا اسکے
اظہار کا یہی وقت تھا۔ کیا صفیہ یہ بھی کہتی تھیں کہ اس قرابت سے ہمکو کوئی
فائدہ ہوگا یا اس کا اظہار کیا تھا کہ باوصف قرابت رسول یہ مصیبت
کیوں پڑی جسپر حضرت عمر کو یہ کہنا پڑا (باقی دارد)

وراثۃ الرسول

کیا یہ سنکر آپکو تعجب نہوگا کہ رسول اللہ کو وراثت ملی ہے اپنے پدر بزرگوار کے ترکہ پر قبضہ ملا ہے کیونکہ حضرت کے زمانہ طفولیت مین بادشاہ مکہ بقول اہلسنت کافر تھا اسلئے اوسنے رسول کو محروم نہین کیا لیکن دختر رسول کے زمانہ مین مدینہ کا بادشاہ ایک سنی تہا جو مذہب اہلسنت کا اول موجد ہے اوسنے دختر رسول کو ترکہ رسول سے محروم کیا۔

میراث رسول کی نسبت تو خود علامہ ابن القیم زاد المعاد مین لکھتے ہین

فصل فی ذکر سلاحہ واثاثہ کان لہ تسعۃ اسیاف ماثور وھو اول سیف ملکہ وورثہ من ابیہ ص ۳۳ جلد اول

اس فصل مین حضرت کے سلاح اور اثاث البیت کا ذکر ہے حضرت کے نو تلوارین تہین ایک ماثور یہ پہلی تلوار ہے جسکے حضرت مالک ہوے اور وراثت مین پایا اوسکو اپنے باپ سے۔

اس تلوار نے حدیث موضوع و مصنوع نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث کا پہلا حصہ کاٹ دیا کیونکہ ابوبکر کہتے ہین انبیا نہ خود وارث ہوتے ہین اور نہ کسیکو وارث کرتے ہین۔ پس خود رسول اللہ نے اپنے باپ کی میراث لی تلوار پر قبضہ کیا تو پہر جو آپکا وارث ہوگا کیونکر محروم ہو سکتا ہے۔

یہ ہے قدرت حق تعالیٰ جو اپنے کلام وورث سلیمان داؤد کی تصدیق نمایاں کرتا ہے کہ صرف انبیاء بنی اسرائیل ہی نہین اپنے باپ کی میراث پاتے بلکہ خاتم الانبیاء نے بہی میراث پدری پائی ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ آباء کرام رسول اللہ بھی مومنین سے تھے کیونکہ لا میراث بین الکافر والمسلم۔ مسلم ہے

اہل قرآن کی قدامت

جب وہابیوں پر اسکا الزام دیا جاتا ہے کہ تمہارا مذہب جدید ہے

جو شش صدی سے پیدا ہوا کیونکہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اسکی بنیاد ڈالی ہے
تو ڈفیرا اہلحدیث نہایت مناسب ہے کچھ دو چار سو برس قبل کی کتابوں سے یہ
عبارات نکال السنتین قال اصحاب الحدیث یا اقوال اہل الحدیث جس سے
ہر شخص ادنی سمجھتا ہے کہ کسی فرقہ کا نام نہین ہے بلکہ جسطرح اہل علم اہل
حرفہ اہل نحو اہل صرف اہل منطق اہل فقہ کہلاتے ہین اوسی طرح اہلحدیث
بہی۔ مگر ڈفیرا اہلحدیث کیون ماننے لگے وہ اسکو بہی فرقہ ہی کا نام بتاتے ہین
جسطرح شیعہ سنی۔ معتزلی فرقہ ہے اوسیطرح اہلحدیث بہی فرقہ ہے اور
قدیم۔ پس اس قاعدہ سے اہل قرآن کو بہی جسکے موجد کا نام عبد اللہ
چکڑالوی اور راو ہا خلیفہ کا نام شیخ محمد جو اسوقت لاہور مین موجود
ہین۔ قدیم فرقہ کہنا چاہئے اہلحدیث کے خلیفہ ثانی ابن القیم زاد المعاد مین لکھتے
ہین۔ ولھذا کان اھل القرآن ھم العالمون والعاملون بما
فیہ صفحہ ۹ جلد ۱
اتنا ڈفیرا اہلحدیث اپنی قدامت اور اہل قرآن کے حدوث کا دعوی کرینگے
کیونکہ خود ابن القیم کہہ رہے ہین اہل قرآن ہی تو اسکے عالم اور عامل ہین
حق تو یہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہین۔ اہلحدیث تکذیب کرتے ہین اہل قرآن
کی تو سخت حیرت ہوتی ہے اہل قرآن ہی وہ فرقہ ہے جو حضرت عمر کے قول
حسبنا کتاب اللہ کو تیرہ سو برس بعد عملی جامہ پہنا رہا ہے کہ سب باتونکو
قرآن سے نکال رہا ہے۔ ورنہ اہلحدیث تو سراسر کذب خلیفہ دوم ہین
جو بمقابل حسبنا کتاب **اللہ** حسبنا کتاب البخاری دکھا رہے
ہین۔ اور السنۃ قاضیۃ علی الکتاب کہکر قرآن کو مصداق تلک
اساطیر الاولین بنا رہے ہین۔
اہلسنت نے ان وہابیونکے خارج از اہلسنت کہنے کی ایک اور بہی

نہایت معقول اور مستند حدیث نکالی ہے قال الحافظ عبد العزیز بن رواد من احب ابا حنیفہ فہو سنی ومن ابغضہ فہو مبتدع وفی روایۃ بیننا وبین الناس ابو حنیفۃ فمن احبہ وتولاہ علمنا انہ من اہل السنۃ ومن ابغضہ علمنا انہ من اہل البدعۃ خیرات الحسان ص ۳۵

یعنی عبد العزیز بن رواد کہتے ہیں جو ابو حنیفہ سے محبت رکھتا ہے وہ سنی ہے اور جو اوس سے عداوت رکھتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ہم میں اور غیروں میں ابو حنیفہ کا سوال ہے جو اوسکو دوست رکھے وہ سنی ہے اور جو دشمن رکھے وہ بدعتی ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے از راہ فخر اپنے فرقہ کا نام اہلحدیث حنفی رکھا ہے مگر فرقہ ثنائی جسکے لیڈر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث ہیں وہ اس قول کو مولوی صاحب کا ذاتی خیال کہتے ہیں۔

اب ہم تمام اہلحدیث کو دعوت دیتے ہیں کہ جب سنیوں نے اپنی برادری سے خارج کر دیا تو وہ سب پر تبرا کرکے مذہب حق اختیار کر لیں پھر نہ کوئی بدعتی کہیگا نہ خارجی بلکہ شیعہ کے معزز لقب سے پکارے جاینگے جو صرف یہی ایک نام ہے جو قرآن میں مذکور ہے ورنہ تمام قرآن میں بجز مسلمون کہیں حنفی کو یاد کیا نہ وہابی کو نہ خارجی کو نہ اہل حدیث کو نہ اہل فقہ کو نہ اہل قرآن کو۔

پڑھو یہ وان من شیعتہ لابراہیم اوسکے شیعوں سے ابراہیم ہیں۔

ومن احسن قولا من اللہ حدیثا۔

تعصب کی انتہا

اخبار رفیق ہند مورخہ ۲۳ اکتوبر قطعہ از شیعہ ڈیپارٹمنٹ ہی بابو رام شنکر پرشاد صاحب مطبع نولکشور لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے۔

اڈیٹر النجم لکھنؤ حضرت علیؑ پر حملے کر رہے ہین اسپر بعض سنی اور شیعہ سخت ناراض ہین ۱۴ مئی

مگر آپ تمام سنی اخبارونکو دیکھ جائین تو کہین ایک جملہ بھی آپکو نہ ملیگا جسمین اڈیٹر النجم کی اس نازیبا حرکت پر ملامت کی گئی ہو۔ کیا یہی اسلام ہے۔ اور اسی پر دعوی حقانیت کہ ایک ہندو اڈیٹر تو ان جملون سے اسدرجہ متاثر ہو اور مسلمانون کو ذرہ برابر بھی حمیت نہ آئے۔

اڈیٹر تفریح اس اخبار کا ایک دوسرا واقعہ بھی سناتا ہے دیکھو تفریح مورخہ ۱۲ نومبر لاہور کے اخبار ہنٹر پر جس نظم چھاپنے کیلئے مقدمہ قائم کرنے کیلئے گورنمنٹ سے تحریک کی جارہی ہے اسکی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ نظم سب سے پہلے ہمارے لوکل ہمعصر **النجم** مین چھپی تھی۔ کیا یہ سچ ہے؟،،

اگر افسران ضلع لکھنؤ اس اشتہار کی تفتیش کرین جسمین بغاوت امیز تحریر درج تھی تو انکو بہت اچھی طرح معلوم ہو سکیگا کہ یہ اشتہار بھی انکی شرکت یا انکے مطبع کی کارستانی ہوگی مگر افسوس حکام لکھنؤ چشم پوشی سے زیادہ کام لیتے ہین۔ ورنہ ابتک یہ اخبار بھی وہین ہوتا جہان بہت سے اخبارونکے اڈیٹر جا چکے ہین۔

قبول حق

الحمد للہ کہ یہ مژدہ روح افزا روز بروز ترقی پر ہے جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر کبیر والہ ضلع ملتان جناب سید محمد شریف شاہ صاحب اہلمد کمشنری قسمت ملتان کا دستخطی خط بھیجتے ہین کہ ممدوح نے بعد تحقیقات مذہب حق قبول کیا جزاہ اللہ وثبتہ علی القول الثابت

(۲) جناب علی حسین خانصاحب قرآن خوان کربلا نواب دولہ صاحب مرحوم شمس آباد ضلع فرخ آباد سے اپنا مذہب حق قبول کرنا لکھتے ہین کہ پہلے ہم سنی تھے اب شیعہ ہوئے اور اسکے خواہان ہین کہ کوئی برادر ایمانی اصلاح انکے نام جاری کرائے۔

اخبار وطن سے معلوم ہوتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۶ء سے جولائی ۱۹۰۷ء تک

آریون نے مختلف شہرون مین **ایکسو بائیس** مسلمانونکو آریہ بنالیا اور بائیس عیسائی اور دو ہزار ایک سو بائیس دوسرے ہندؤنکو آریہ بنالیا ہے اونکی یہ ہمت اونکا اتفاق جو مسلمانونکو ہندو بنا رہے ہین اور ہم ہین کہ اسطرح غافل سو رہے ہین نہ خانہ جنگیون سے فرصت نہ اپنی تعلی و تفاخر سے مہلت اگر کچھ پڑھ لکھ لیا تو یہی تمنا ہے کہ ہم بھی مجتہد العصر والزمان بنجائین اور قبلہ و کعبہ کہلائین۔

شیعون مین تو نہ کوئی انجمن تبلیغ اسلام کی ہے نہ تائید اسلام کی مگر سنی انجمنون کا حال یہ ہے کہ بقول **وطن** ہماری اسلامی انجمنین جو دہلی اور علیگڈہ مین ہین کس مرض کی دوا ہین ان انجمنون کو قائم ہوئے کئی سال گذر گئے مگر انہون نے آجتک ایسی رپورٹ نہین شایع کی جس مین اتنی تعداد تو بہت ہے گنتی ہی کے نومسلم گنوائے ہوتی ،،

اس اعتبار سے تو ہم اپنی مبارک قوم کو مبارکباد دیتے ہین جو بلا کسی انجمن کے قائم ہوئے ہر روز کچھ نہ کچھ لوگونکو مسلمان بنا رہے ہین اور مذہب حق دکھا رہے ہین۔

کیا ہماری وہ معزز افراد جو مشنری کا کام کر رہے ہین اپنا رپوٹ بھیج سکتے ہین کہ اس سال مین اونہون نے کسقدر لوگونکو شیعہ بنایا ہے۔ اگر وہ اپنی اس سال کی کارروائیونسے مطلع کرینگے تو دفتر اونکا شکر گذار ہوگا کیونکہ سالگذشتہ اصلاح شیعہ کانفرنس مین جب شیعہ مشن شاخ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے شکریہ کا رزولیوشن پیش ہوا تھا تو اکثر پنجابی مولویون نے یہی عذر کیا تھا کہ ہم بھی تو اس کام کو انجام دے رہے ہین۔ اس مشن کو کیا فوقیت ہے۔ جس سے نہ صرف اوس مشن کی دلشکنی ہوی بلکہ تمامی حامیان قوم کی ہمت پست ہوگئی کہ خشک ہمدردی بھی نہین کیجاتی۔

مگر ان لوگونکو معلوم رہنا چاہیئے کہ ان کامونکے لئے اصلاح ۔ شیعہ دو قومی ارگن ہر وقت انکی ہمدردی کو حاضر ہین۔

شہر جونپور

اصلاح نمبر ۵ مین بعنوان بلاد شیعہ ایک مضمون شایع ہوا تہا جسکی غرض یہ تھی کہ مومنین کو اپنے قومی اور مذہبی ضرورتون پر کچہہ توجہ ہو۔ مگر افسوس شہر جونپور مین اسکا اثر برعکس ہوا جیسے جناب مولوی عنایت حسین خانصاحب دام عزہ کو متہم کیا کہ وہی اس تحریر کے باعث یا محرک ہوئے۔ حالانکہ باللہ العلی العظیم دفتر اصلاح سے اور اونسے نہ کسی قسم کا تعارف تہا نہ سبب بجز اسکے کہ ممدوح کے اوصاف نے خالصاً لوجہ اللہ اونکی محبت پر مجکو مجبور کیا جو چند کلمہ اونکی توصیف مین لکہا گیا۔

بعض حضرات نے جو فقرہ جونپور مین طعن عوام سے مجبور ہو کر خود مجہسے استفسار حال کیا جسپر حقیقت حال مینے عرض کیا کہ حاشا وکلا نہ کوئی محرک نہ تہا بانی نہ کسینے کچہہ حال مخصوصاً بیان کیا۔ بجز اسکے کہ آیندہ ورروند سے جو کچہہ حالات معلوم ہوتے اونپر لکہا گیا تہا اور مقصود یہ تہا کہ اگر کسیطرح ترویج دین مین تساہل ہو رہا ہے تو اوسپر تنبہ ہو۔ پہر ایک خط کسی لڑکے کا آیا جسمین تمام تر سب وشتم تہا جناب مولوی عنایت حسین خانصاحب دام عزہ کی نسبت لفافہ بنام عبد اللہ مرقوم تہا مگر چونکہ کوئی بات اوسمین قابل اعتنا نہ تہی وہ خط ردی مین ڈال دیا گیا کیونکہ مین سمجہا کسی شریر النفس کا یہ خط ہے۔

مگر مکرمی کہیسا خانصاحب مختار کے خط مورخہ ۸ نومبر نے مجہے متنبہ کیا کہ کچہہ اسمین طول ہوا چاہتی ہے کیونکہ ممدوح لکہتے ہین پرچہ اصلاح نمبر ۵ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۰۵ سطر ۳ مین یہ عبارت درج کی گئی ہے (کہ شیعہ کو چاہئے کہ عیش وآرام کو طلاق دو) کیا کوئی شخص ان الفاظ پر غور نہین کر سکتا کیا اس عبارت سے توہین نہین ہوتی ۔۔ آخر مین لکہتے ہین لہذا اخلاق محمدی کے رو سے یہ امر بہت مناسب ہوگا کہ آپ اونسے معافی کے خواستگار ہون اور وہ مومن ہین اور آپکو بہی خدا نے مومنین سے بنایا ہے لہذا تمامی مومنین کو خلوص لازم ہے ۔۔

بتعمیل اس فرمایش کے پہلے مین معافی کی خواہ ہون کہ اگر کوئی کلمہ خلاف واقع نکلا ہو تو اللہ و للرسول معاف کرین عیش و آرام کے حرام کرنے کو بہ خیر خواہ قوم دوسرونسے کہتا ہے نہ اسمین تعریض ہے نہ تشنیع ۔ اور واقعاً اگر علماء دین بلکہ انبیاء کرام ہند کو حرام عیش و آرام کو طلاق نہ دئے ہوتے تو آج اس دین مقدس کی صورت کہان نظر آتی یہ فرمایش میری ایسی ہے کہ بلا استثنا تمامی علما کی خدمت مین عرض کرتا ہون اور کرونگا اور واقعاً کل علما اسکے پابند ہین اگر عیش و آرام مین منہمک ہون تو تصنیف کیسے ممکن ہے درس تدریس کون دے سکتا ہے وعظ و پند کون کر سکتا ہے ۔

نہ مجھے کسی متنفس عالم کامل کے علم و کمال مین عذر ہے نہ اوسکے فضل و لیاقت میر بلکہ اوس تحریر کا مطلب یہی ہے کہ ہمکو بھی اپنے فضل و کمال سے مستفید کیجیے ہم جاہل ہین ناواقف ایتام آل محمدؐ دربدر پھر رہے ہین طلبہ کو کوئی درس دینے والا نہین انکی تعلیم نہین ہوتی لوگونکو فیض نہین پہونچتا ہر شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان ہوا پھر بوڑھا جبتک کسے تعلیم دیجیگا تو وہ حد رشد تک پہونچ کر صاحب کمال ہونگے اگر ہم چاہین کہ لایق طلبہ کو درس دین تو انہی طلبہ مین لیاقت پیدا کیجیے کہ وہ آپکے درس کے قابل ہون ۔

اصلاح کل علما بلکہ مومنین کا خادم ہے مگر اسکے یہ مطلب نہین ہین کہ ہم اپنے مخدومین کو فعال ما یشاء تصور کرین یا اونکو معصوم عن الخطا سمجھین جس سے خطا ہوگی ضرور متنبہ کی جایگی اگرچہ وہ اعلم علامہ کیون نہو کیونکہ عالم ہونیکے شرائط سے مخالفا لھواہ مطیعا لامر مولاہ بھی ہے کہ اپنی خواہش ہائے نفسانی کا مخالف ہو اور اپنے مولا و آقا کے احکام کا مطیع ہو ۔ اگر کوئی عالم اسکا مخالف ہو تو وہ مصداق اذا فسد العالم فسد العالم ہوگا اگر شیعہ کانفرنس امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ممانعت کرتی ہے یا اوس شخص سے مخالفت کرے جو امر و نواہی کا مذکر ہو تو ایسی کانفرنس کو سلام و نحن منہ براء

اہالیان جونپور کو بلکہ کہنا چاہیے اصلاح تو آپکے لئے جہان لٹا رہا ہے اوس سے بیدردی

کیسی بہت آسان ترکیب اسکی یہ ہی کہ جن حالات پر اصلاح مین شکایت درج ہوی چند معززین
ورؤساء شہر کی دستخط سی ایک محضر طیار کراکر بہیج دیجئے کہ مولانا برابر درس دیتے ہین نماز
پنجگانہ بجماعت ادا کرتے ہین مومنین کی تجہیز و تکفین مین ہمیشہ شریک ہوتے ہین مجلسونمین
وعظ کہتے ہین اپنے فیوض سی قوم کو مستفید کرتے ہین ۔ ہین اوس تحریر کو مع دستخط شایع
کردونگا اصلاح کی غلط بیانی خودبخود ظاہر ہو گی کیونکہ اصلاح کا مقصد صرف
اصلاح قوم ہے ۔ والسّلام

اجلاس دوم شیعہ کانفرنس پر اظہار خیالات

سکرٹری کا مسئلہ

ایک نہایت اہم مسئلہ ہی جسپر تمام قوم کی آنکہین لگی ہوی تہین وہ سکرٹری
کے تقرر کا مسئلہ تہا یہ مسئلہ جسقدر اہم تہا اوسیقدر اسکے طے کرنےمین
نہایت جوش وخروش سی کام لیا گیا اور اُس شب کو جلسہ ایسا ہنگامہ خیز تہا کہ اندیشہ ہوا
کہ یہ مسئلہ کسی طرح طے ہو نہین سکتا ۔ ایسے شور وشغب اور طوفان مین مخالف وموافق
رائیون کی تمیز کرنا کوئی آسان کام نہ تہا ۔ یہ مسئلہ جلسہ کانفرنس کے علاوہ اخبارات
مین بھی عرصہ تک زیر بحث رہا ۔ افسوس ہی کہ مجکو اس مسئلہ پر اسوقت تک رائے زنی
کرنی کی نوبت نہین آئی ۔ کانفرنس کے جلسہ مین کچہہ عرض کرنا گویا نقارخانہ مین طوطی کی
صدا تھی اخبارات مین کچہہ لکھنے کی فرصت نہوی اسلئے اس موقع پر عرض کرتا ہون
ایک فریق کی رائے ہی کہ چونکہ ہماری کانفرنس بفضلہ اعلی درجہ پر پہونچ چکی ہے اسلئے
اُسکا سکرٹری کوئی جدید تعلیم یافتہ اور سرگرم گریجوئیٹ ہونا چاہیئے اور اسپر ابتک
اکثر مخالف وموافق رائین ہوتی رہین ۔ افسوس ہی کہ اس مسئلہ کے طے کرنےمین ابتک
نہایت غلطی سی کام لیا گیا ہی سکرٹری کیواسطے انگریزی دانی کو ایک لازمی صفت
سمجھا گیا ہی مگر ہر شخص غور کر سکتا ہی کہ محض یہی صفت منصب سکرٹری کیلئے کہانتک
ضروری سمجھی جاسکتی ہی ۔ ہمکو انگریزی دان نہین بلکہ ایسے سکرٹری کی ضرورت ہے

جو اپنے پہلو مین ایسا دردمند دل رکہتا ہو جو کسی وقت درد قوم کی کھٹک سے خالی نہو اور اسی صفت کا سکرٹری ہماری قوم کو بام ترقی پر پھونچا سکتا ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے موجودہ سکرٹری صاحب مین یہ صفت موجود ہے یا نہین۔ اگر ہمارا موجودہ سکرٹری اس سے صفت سے متصف نہو تو بیشک مین بھی راے دونگا کہ وہ بہت جلد اس منصب سے سبکدوش ہو جائین لیکن تجربہ نے خوب اچھی طرح ثابت کرا دیا ہے کہ مولوی سید **علی غضنفر** صاحب درد قوم مین اسقدر ڈوبے ہوے ہین کہ ہماری قوم کے افراد مین مشکل سے اونکا نظیر بتایا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مولوی صاحب موصوف گریجوایٹ نہین بلکہ غالباً انگریزی کا ایک حرف بھی نہ جانتے ہون اور بہت حضرات انگریزی دانیمین اونپر فوق رکھتے ہون تاہم یہ مسلم بات ہے کہ محبت قوم اور سرگرمی وجوش وخروش مین کوئی شخص اونپر ترجیح نہین پا سکتا۔ محمڈن کالج جو مسلمانونکا ایک مسلمہ عالیشان کالج ہے اور جسکے سکرٹری کے اکثر تعلقات گورنمنٹ سے رہتے ہین اوسکا سکرٹری شروع سے ابتک غیر انگریزی دان ہوتا رہا **سر سید احمد خان** نے کالج کو کہان سے کہان پھونچایا اور تمام قوم مین ترقی کی کیسی روح پھونک دی کیونکر برسون کی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کر دیا۔ نواب **محسن الملک** کے وجود سے کالج کو کیا کیا فیض پہونچے۔ **محسن الملک** کے بعد سکرٹری شپ کی بابت بہت سی افواہین اوڑین۔ باوجودیکہ اسوقت قوم مین جدید تعلیم کا نہایت چرچا پھیل گیا تہا مسلمانون مین نہایت لائق وفاضل انگریزی دان موجود تھے جو گورنمنٹ کی نگاہونمین بھی امتیاز خاص رکہتے تھے تاہم سکرٹری شپ کیواسطے اگر انتخاب کی نگاہین پڑین۔ تو نواب وقار الملک پر۔ باوجودیکہ وہ انگریزی بالکل نہین جانتے۔ پس کیا کوئی شخص جو اپنے دماغ مین عقل نکتہ رس رکھتا ہو ایک لحہ کیواسطے بھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ نواب **وقار الملک** محض انگریزی نہ جانتے کیوجہ سے فرائض سکرٹری بنہج شائستہ ادا نہین کر سکتے۔ اسکے علاوہ سید **علی غضنفر** صاحب نے ایسے ابتدائی اور نازک وقت مین کام کیا ہے جبکہ قدم قدم پر مشکلون اور مصیبتون کا سامنا تہا ہر طرف سے اس قومی مجمع کو ہدف ملامت بنایا جا رہا تہا۔ آخر حرف خدا کریگے اس باہمت اور مستقل

مزاج شخص کی مساعی جمیلہ سے ان مصائب سے نجات ملی اور انکی ان تھک کوششون سے کانفرنس اس ترقی پر پہونچی جو آج آپکی پیش نظر ہے جو لوگ کہتے ہین کہ کانفرنس اس شان پر پہونچ گئی ہے کہ اسکا سکرٹری عالی خیال گریجوایٹ ہونا چاہیے وہ یہ تو غور کرین کہ اس شان و شوکت پر کسنے اسکو پہونچا دیا پس جس شخص نے اس پودے کو خون دل سے سینچ کر اسقدر بڑا کر دیا کہ اب اوسمین پھل آنیکے آثار نظر آنے لگے تو کیا یہ بیدردی نہوگی کہ اسکی ہدایت کا کچھ خیال نکرکے علحدہ کر دین اور اتنا موقع ندین کہ وہ اپنے لگائے ہوئے پودے کی بہار دیکھکر محظوظ ہو۔ اسکے سوا یہ قوم کی ناشکری ہوگی کہ ایک ایسے جفاکش سکرٹری کی محنتون کی قدر نکرے جو خراب موسمون مین سفر کے صعوبات اوٹھاکر شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ قوم کو مقاصد کانفرنس سے آگاہ کرتا پھرا۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر وہی ہوا جو ہمارا جی چاہتا تھا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کہ سید علی غضنفر بدستور سکرٹری مقرر رہے چونکہ قوم کی یہ بھی تمنا تھی کہ انکے علاوہ ایک لائق اور خیر خواہ قوم گریجوایٹ سکرٹری بھی ہونا چاہیے اسلئے ان صفات کا جامع شخص نواب سید **شہنشاہ حسین** صاحب بی اے وکیل سے بہتر نہین مل سکتا تھا اور ہر شخص ان ہی کو اس عہدہ کیواسطے پسند کرتا تھا چنانچہ وہ دوسرے سکرٹری مقرر ہوئے۔ مین بھی اس جائز انتخاب پر قوم کو مبارکباد دیتا ہون۔ ایسے شور و شغب مین کوئی مفید رائے قائم کرنا دشوار تھا اور اندیشہ پیدا ہوگیا کہ اس طوفان مین کوئی غیر مفید امر پاس نہوجای مگر الحمدللہ قبلہ و کعبہ مولانا سید **آقا حسن** صاحب مدظلہ کی دوراندیشی اور صائب رائے نے یہ ایسا اچھا فیصلہ کر دیا کہ اس سی بہتر ہو نہین سکتا

انعقاد مجالس

اس سال کی کانفرنس کی برکتون مین سی ایک یہ امر بھی تہا کہ اس سال سی ایام کانفرنس مین مجالس عزا کا انعقاد بھی شروع ہوگیا ہی جو نہایت مفید اور ضروری سلسلہ ہے۔ مینے اس امر کی تحریک کانفرنس سی چند روز پہلے اخبار **اثنا عشری** دہلی مین کی تہی۔ خدا کا شکر ہے کہ لکھنؤ کے دیندار اور جوشیلے مومنین نے اسپر توجہ کی اور مکرمی سید **کاظم حسین** صاحب

اخبار طنین کے اڈیٹر اول اور رسالک حسین جاہد بک نے سخت اعتراض کیا کہ یہ رومال چومنے کا دستور بند کیون نہین کیا گیا۔ دستوری حکومت کے سلطان کو اسطرح کی تمکنت دکھانا کب مناسب ہے،،

اعتراض تو بہت معقول ہے دستوری حکومت کا یہی تقاضا ہے۔ مگر وطن لکھتا ہے یہ حال ہے جوان ترکونکا اور اسطرح وہ سلطان و **خلیفہ** کو محض بے حقیقت بنا رہے ہین،،

اسکا نام ہے **خلیفہ** پرستی کہ خلیفہ تو سالونیکا کے قیدخانہ مین نظربند ہین اور اب چاہتے ہیں قوم کے بنائے ہوئے **خلیفہ** کی اسطرح پرستش کی جائے۔

مبارک ہے وہ قوم جو شعار جاہلیت کو ترک کر کے اسلامی قواعد و آداب کی پابند ہو گیا رسول اللہ نے بھی کبھی عید کا سلام اسطرح لیا ہے یا اور لوگون نے جو خلفاے راشدین کہے جاتے ہین دیکھئے اڈیٹر **اہلحدیث** اسپر کیا فتوی دیتے ہین۔

حاجیون کی لوٹ مار وطن اپنے نامہ نگار سے لکھتا ہے۔ اس ہفتہ جو عظیم غارتگیر اور لوٹ مار کا حادثہ جدہ اور مکہ کے درمیان مین ہوا اسکی نظیر تاریک ترین زمانہ مین نہین ملتی۔ بیسیون آدمی بھوک اور پیاس سے جدہ اور مکہ کے درمیان مین تڑپ کر مر گئے لاکھ روپیہ سے زیادہ حاجیون کا نقد و جنس لوٹا گیا۔ آج چند روز سے قافلون اور ڈاک کی آمدورفت بند ہے،،

مگر کیا اسکا الزام بھی ترکی سلطنت پر ہے یا ان ظالمون پر جو اسکے مرتکب ہوئے کیا سلطان عبدالحمید خان سابق کے زمانہ مین ہزارون ایسے واقعات نہین ہوے۔ یہ ساری خرابی فواد پاشا جدید گورنر کی بدولت ہوئے جسنے اعلان دیا تھا کہ غلامون کی تجارت ایکدم موقوف کی جائے جسپر مسروح قبیلہ آمادہ فساد ہوا گورنر نے زور حکومت سے دبانا چاہا کہ قافلہ کو فوجی طاقت سے داخل مکہ کرے جسپر انلوگون نے ۲۰۰ آدمیونکا قافلہ لوٹ لیا۔ بابعالی نے بعد اطلاع فواد پاشا کو فوراً طلب کیا اور شوکت پاشا والی بغداد کو گورنر مکہ مقرر کیا ہے

حادثہ بمب ہز اکسلنسی لارڈ منٹو ویسرائے بہادر احمد آباد اسٹیشن سے رانی ساری

کے مقبرہ دیکھنے کو گاڑی پر جارہے تھے کہ دو بم یا دو ایٹین حضور ویسرائے پر پہینکی گئی ایک
کو تو یوروپین فوجی سارجنٹ نے تلوار سے روک لیا دوسرا بم ہز السیلنسی لیڈی منٹو کے جمعدار
کی کمر پر لگا جو لیڈی صاحبہ کے چہتری لگائے ہوا تہا۔

حق یہ ہے کہ اوس قوم سے بدتر کوئی قوم نہین جو اپنے ایسے ہر دلعزیز افسر اعلی پر اس نردلانہ
حملہ کا مرتکب ہو۔ مگر خداوند عالم خود محافظ ہے اپنے بندونکا ہم تمام قوم کی طرفسے حضور ویسرائے
کو مبارکباد دیتے ہین کہ خدا نے بڑا فضل کیا اور اوسکے افضال سے امید ہے کہ یہ ظل عاطفت
دیر تک ہملوگون پر سایہ فگن رہے جس سے بجز خیر خواہی اور حسن سلوک کوئی امر نہین دیکھا گیا

خوشخبری جناب مرزا قاسم حسین صاحب قزلباش کورٹ انسپکٹر سیتاپور تحریر فرماتے ہین
کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متوسط و آگرہ نے ممدوح کی والدہ ماجدہ دامت برکاتہا کو
ریکٹ اسلحہ سے باستثناء توپ بری کیا طبقۂ نسوان مین یہ پہلی خاتون ہین جو اس اعزاز
پر فائز ہوئین - نہ صرف ممدوحہ کا خاندان اسکا شکر گذار ہے بلکہ مومنین اس اعزاز پر ممدوحہ کو
مبارکباد اور ہز آنر کا شکریہ ادا کرتے ہین - **اصلاح** بہی جناب مرزا قاسم حسین صاحب
کو خاص طور پر مبارکباد دیتا ہے کیونکہ آپ خالص مومنین سے ہین اور قدیم ممبر اصلاح ہین
اور آپکا خاندان ہمیشہ سے معزز رہا آپکے والد ماجد کا نام مرزا سخاوت علی بیگ مرحوم تہا تخلص
بہ ضیا جو اٹیہ کے تحصیلدار تھے - اور آپکے جد امجد مرزا حاتم علی بیگ صاحب تھے متخلص
بہ مہر وکیل ہائیکورٹ جنکو گورنمنٹ نے بصلۂ حسن خدمات غدر فتحپور سیکری مین جاگیر
و خلعت فاخرہ سے معزز فرمایا اور دربار شاہی مین کرسی عنایت کی - آپکی والدہ جنکو
ابہی یہ اعزاز مرحمت ہوا مرزا اوزیر علی صاحب صبا لکھنوی مرحوم کی صاحبزادی ہین
خداوند عالم ان معززین کو خصوصاً اور مومنین کو عموماً جملہ اعزاز دینی و دنیوی سے
معزز و مشرف فرمائے اللہم آمین۔

حجاز ریلوی کے متعلق یہ خبر نہایت دلخراش ہے کہ بقول **وطن** پاینیر کا ایک
نامہ نگار لکھتا ہے "دیندار مسلمانون نے جو چندہ دیا تہا وہ تمام کا تمام ریلوے کی تعمیر پر صرف
نہین ہوا بلکہ ۲۸ لاکھ پونڈ اس اعلی کمیشن نے خورد برد کر ڈالا جسکے پریسیڈنٹ خود

سلطان معزول تھے آجتک حجاز ریلوے ...۹ میل تعمیر ہوئی اسپر بالاوسط ۵ ہزار
فی میل کے حساب سے کل ۴ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے"

معتوبین حیدر آباد دکن اخبار النجم مورخہ ۱۴ شوال نہایت افسوسناک لہجہ
مین لکھتا ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب اور شرف الدین مسٹر ظفر علیخان و عبدالحلیم شرر کو حضور
نظام نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ریاست چھوڑ دینے کا حکم دیا جسکی وجہ بقول اڈیٹر صاحب تفریح
یہ معلوم ہوئی کہ انلوگون نے حضور نظام کے خلاف سازش کی تھی۔

مسٹر عبدالحلیم صاحب شرر سے تو اکثر ناظرین اصلاح واقف ہونگے جنہون نے حضرت سکینہ بنت
الحسین کا ماد[illegible] لکھا تھا جسکے جواب مین جواب شرر دفتر اصلاح سے شایع ہوا۔ مگر عزیز مرزا
صاحب سے بہت ناظرین کم واقف ہونگے مگر النجم کے افسوس سے معلوم ہوگا کہ یہی اوسی رنگ
کے متعصب تھے جنہون نے ہمیشہ نظام کو با اصرار تمام اسپر مجبور کیا کہ مسٹر عبدالحلیم کو دوبارہ
حیدر آباد مین جگہ ملی۔ مگر جس شخص کو خاندان رسالت سے عداوت ہوگی وہ کب کسی کا
خیرخواہ ہو سکتا ہے آخر خود نظام کی مخالفت کی سازش مین خارج البلد کئے گئے۔

اب یہ عزیز مرزا صاحب علیگڈھ تشریف لائے ہین جو حیدر آباد کے جلاوطنون کا عرصہ سے
مسکن و ماوی ہے مگر خدا نہ کرے کہ یہ بھی اپنے پیشرو محسن کی طرح سکرٹری علیگڈھ بنائے
جائین کیونکہ پہر شیعونکو کوئی حق اپنی اس جائداد پہ باقی نہ رہیگا۔ چنانچہ پہلا حملہ انکا محرم
کی تعطیل پہ سنا جاتا ہے۔ ہو گیا کہ بجائے بارہ یوم دس روز کم کر دی گئی۔

جنت۔ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری علیگڈھ سے ہم امید کرتے ہین کہ ایسے متعصبین کو
اس کالج مین جگہ نہ دینگے کیونکہ یہ لوگ تفریق قومی کے باعث ہین اور انکی اصلی نیت یہی ہے
کہ جہانتک ہو سکے قوم کا شیرازہ بکھرا رہے [illegible] شیعان کالج سے بھی امید ہے [illegible] سید احمد خان کی پالیسی
کو فراموش نہ کرینگے جنہون نے کس خوش اسلوبی سے قومی اتحاد کا سلسلہ جاری کیا تھا اگر
اونکے بعد مہدی علی خان اوس سلسلہ کو نہ توڑتے تو یقینا ترقی ہوتی۔ مگر خدا جزا دے [illegible]
نواب وقار الملک بہادر کو جنہون نے پہر اپنے مساعی جمیلہ سے چاہا تھا کہ قوم [illegible] بنا دیا ہوا
مگر یہ عنصر ایسا اکھڑ ہے کہ اگر انکے قدم جم گئے تو مشکل سے پہر [illegible] قائم رہے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

چند کاغذات اسکے متعلق سکرٹری صاحب نے بھیجے تھے جنکی اشاعت کو وہ ضروری سمجھتے ہیں مگر چونکہ اصلاح کی اشاعت اسدفعہ بالکل بیقاعدہ ہوئی کہ بجائے یکم ۲۵ کو شایع ہو رہا ہے لہذا صرف اسقدر اطلاع دینا ضروری ہے کہ ۲۷ + ۲۸ + ۲۹ دسمبر کو **تیسرا اجلاس شیعہ کانفرنس کا لکھنؤ** مین منعقد ہوگا جہانتک ہو سکے مومنین اپنی کانفرنس کو شرکت اور اعانت سے بارونق بنائین ممبری کی فیس ہے وزیٹری کی فیس عصہ مولوی **علی غضنفر** صاحب شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے نام جلد روانہ کرین اور ٹکٹ ممبری و زیٹری منگاکر ضرور شریک ہون بلکہ اگر کچھ قبل سے تشریف لائین تو اور بھی بہتر ہے کہ ہنوز مسئلہ صدارت و سکرٹری صاحب کا تجویز کرنا باقی ہے جناب مولوی **شیخ فدا حسین** صاحب مدرس دینیات شیعہ علیگڈہ کالج کی رائے ہے کہ حجج اسلام علماے **اعلام** نجف اشرف دام ظلہم سے کوئی بزرگ صدارت کیلئے مدعو کئے جائین۔ اور مسٹر **حامد علی** خانصاحب بیرسٹر یا مسٹر علی امام صاحب بیرسٹر سکرٹری اس کانفرنس کے مقرر ہون تجویز تو بہت اعلی بشرطیکہ ممکن بھی ہو۔

ہان یہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ کانفرنس کی روح۔ وہان سکرٹری ہے جسقدر وہ لایق اور ہمدرد ہوگا اوسیقدر وہ کانفرنس کارآمد و مفید ہوگی کیونکہ جو کچھ کرنا ہے سکرٹری کو جسکے لئے نہ گریجوئٹ ہونا ضروری ہے نہ کسی اعلی درجہ کے منصب پر فائز ہونا بلکہ مدبر ہو۔ موقع و مصلحت وقت کو سمجھتا ہو ضرورت زمانہ سے اور حاجات قوم سے باخبر ہو۔ اوسکی حسن تدبیر خود لوگونکو کام کرنے پر مجبور کرے یہ کیا کم قابل التفایات ہے کہ شیعہ کانفرنس نے آجتک سو بلکہ پچاس بھی انجمن اپنی ماتحتی مین نقائم کی جسکے یہ صدارت کرے آج اگر یہ انجمنین قایم ہوئی ہوتین تو کیا کچھ کام نہ اس کانفرنس نہ نکلتا سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہین کہ روئداد کانفرنس اجلاس دوم شایع ہوگئی۔ مگر دفتر اصلاح ہنوز اوسکے دیدار سے محروم ہے پھر اوسپر کیا ریویو کیا جاے اور کیا قوم کو اوسکی حالت سے اطلاع دیجائے۔

اوسپر چند خطوط شکایت کے آئے ہین مگر چونکہ سکرٹری صاحب کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے لہذا وہ شایع نہین کئے گئے شکایت کنندونکو مناسب ہے جو کچھ لکھنا ہو سکرٹری صاحب

کو لکھین دفتر اصلاح کو معذور سمجھین اصلاح صرف قوم کو شیعہ کانفرنس سے روشناس کرنیوالا ہے نہ دفتر شکایت لکھنے والا ۔

حالات ایران

جہانتک اخبارونسے معلوم ہوتا ہے روز بروز حالت ایران کی درست ہوتی جاتی ہے اراکین سلطنت نہایت محنت و جانفشانی سے انتظام مین مشغول ہین ہر جگہ امن قایم ہو رہا ہے ۔ ہر جگہ انتظام درست ہو رہا ہے ۔ مگر ملک مین کوئی صوبہ نہین ۔ کوئی ضلع نہین جو دو چار مہینہ انتظام ہوجانے خرابی بہی ادسی مین کی ڈالی گئی ہے کہ کوئی دہات کوئی قصبہ ایسا نہین رہا جہان فساد نہوا ہو سپر ہمسایہ تین قوی سلطنتونکی شرکت ۔ انگلستان ۔ روس عثمانی جنکی فوجین بہی اپنے اپنے موقع پر اوسیوقت سے اکثر جمع ہو چکی تہین ۔ حالانکہ بیرونی ایک شخص فساد کیلیے کافی ہوتا ہے چہ جائیکہ اتنی فوجین ایسی قوی سلطنتونکی آکر جمع ہون ۔

مگر یہی بفضل خدا ہے بحسن توجہ امام عصر عجل اللہ ظہورہ اس طرح انتظام اوسکا درست ہو رہا ہے کہ مخالفین بہی مداح ہین اور رعایا ایرانیون کے حسن انتظام کی داد دے رہے ہین ۔

یکم ذیقعدہ کو پارلیمنٹ کا افتتاح بہی نہایت خیر و خوبی سے ہو گیا کافی تعداد ممبرونکی جمع ہو گئی خود شاہ ایران احمد شاہ ایران پارلیمنٹ مین تشریف لائے اور سپہدار اعظم نے شاہی خطبہ پڑہکر تمام عالم کو مطمئن اور خوشحال کیا جسمین تمامی دول سے اتحاد و ارتباط کو ظاہر کرتے ہوئے یہ بہی بیان کیا کہ ایران کے چہرہ زیبا سے ہنوز یہ داغ نہین دفع ہوا کہ دوسری دولتونکی کچھ فوج ایران مین موجود ہے ۔ مگر امید ہے کہ وہ جلد ملک کو خالی کرین ۔

۳ ذیقعدہ کا تار ہے کہ سواران رحیم خان نے جو شہر اردبیل پر قبضہ کر لیا تہا ۔ افسران روس کو سپرد کرکے قلعہ خالی کیا کہ جب ایرانی حاکم کوئی آئے تو اوسکے حوالہ کیا جائے ۔

(۷) ذیقعدہ مستشار الملک بہ انتخاب وکلا رئیس مجلس شوری مقرر ہوئے مبارکباد ۔

قرض کا مسئلہ پہر ملتوی رہا بعض ممبرونکی رائے تہی کہ دولت روس و انگریز سے قرض لیا جائے بعض وکلا نے کہا ان دونو دولتونسے یکجائی قرض لینا موجب زوال استقلال سلطنت ایران ہے

سال مختتمہ ایران کے اعداد و شمار سے تجارت درآمد و برآمد کی مالیت بترتیب ۶۹۲۳۲۴۹ اور ۲۳۳۰۰۰۶ پونڈ معلوم ہوئی ہے جس سے ۔۔۔ فیصدی کا تنزل ۔۔۔ ہے ۔

الذی انعقد لہ البیعۃ والمنع من الخروج وجاء فی حکم لا یخلع بالفسق
اور اسکی بیعت نہیں توڑنی چاہیئے اور شرع میں حکم ہے کہ بجہت فسق امام سے خلع بیعت
نہیں کرنی چاہیئے انتہے محصلا۔

حافظ صاحب موصوف ایسے اعلم و متبحر و متدین ہیں کہ انکی ہر تالیف بڑی عزت
کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے اور بجائے خود یہ ایسے حامی دین متین اور محب اہل بیت
رسول ہیں کہ انھوں نے تقریب میں **عثمٰن** ذی الجوشن جیسے شخص کو صدوق اور چھٹے
طبقہ کا تابعی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ کے تابعی کہنے سے یہ مراد ہے کہ جس معتبر شخص کی کسی
صحابی سے ملاقات نہ ہوئی ہو جیسے امام ابوحنیفہ وغیرہ **پس** جبکہ ابن حجر اور یہ
عسقلانی صاحب جیسے معتبر لوگ یزید جیسے شقی کی خلافت و بیعت کو واجب بیان اسکے
استحکام میں سعی فرمائیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مذہب اہل سنت کے اصول عقائد
میں امامۃ داخل نہیں ہے۔

مسئلہ امامۃ کے اصول عقائد اہل سنت میں داخل رہنے کی ساتویں دلیل یہ ہے
قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور **ابن تیمیہ** نے منہاج السنہ میں لکھا ہے
ان مسئلۃ الامامۃ من اعظم المسائل من اصول الدین الذی
مخالفتہا توجب الکفر کہ بے شک مسئلہ امامۃ اصول دین میں کا ایک عظیم ترین مسئلہ
ہے اسکی مخالفت کفر واجب کرتی ہے انتہے محصلاً۔

کیوں صاحبو کیا اب بھی کسی صاحب کو اہل سنت کے مذہب میں مسئلہ امامۃ کے
اصول دین میں داخل رہنے سے انکار ہے کیا قاضی بیضاوی رافضی ہیں اور تقی الدین
ابن تیمیہ جاہل ہیں جو امامۃ کو من اعظم المسائل من اصول الدین لکھتے ہیں۔

حالانکہ اس لکھنے کے قبل ان صاحبوں کو معلوم تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ نے
شیخین کی مخالفت کی اور تاحیات شیخین کی بیعت نہ کی اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر
اور محمد بن ابی بکر اور حضرت عائشہ اور بکثرت صحابہ مہاجرین و انصار نے حضرت عثمان
غنی کی مخالفت کی حتےٰ کہ عبدالرحمٰن بن عدیس مصری صاحب بیعت الرضوان

نے حضرت عثمان کو قتل ہی کر دیا اور امام وقت سے یہانتک عداوت کی کہ تین دن تک نعش عثمان کو دفن نہ ہونے دیا اور پھر بکثرت صحابہ و تابعین اور بالخصوص طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کی مگر باوجود ان معلومات کے انکو گونہ لکھ دیا کہ امامۃ اصول دین سے بھی ہے اور اُس کی مخالفت کفر بھی ہے حسین سے ثابت ہوگیا کہ مخالفان علی کی نسبت جو حضرات شیعہ کی رائے اور قرارداد ہے بعینہا وہی قرارداد مذہب اہل سنت میں ہے بس اب سوائے غبیہ و جاہد اسلام کے اور کوئی یہ دعویٰ نہ کریگا کہ خدانخواستہ مذہب اہل سنت کے اصول عقائد میں امامۃ داخل نہیں ہے اور یہ بھی مقصود تھا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حصہ دوم

الامامۃ

بعض بے وقوف دنیا پرست علماء اہل سنت نے کسی لالچ یا تقیہ اپنی کتب میں لکھ دیا ہے کہ امامۃ مفضول باوجود فاضل جایز ہے اور اسکی مثال میں دو بزرگوں کا نام پیش کیا ہے ایک حضرت اسامہ اور دوسرے معاویہ کو اور اسامہ کو حضرات شیخین سے اور معاویہ کو جناب امیر علیہ السلام سے مفضول بتایا ہے۔ افسوس اُن بزرگوں نے ذرا غور نہ کیا کہ ایسا عقیدہ عقلاً و نقلاً معیوب ہے دوم اسامہ اور معاویہ کی مفضولیت جو فرمائی گئی ہے وہ کس قرینہ اور قاعدہ سے جسکا ٹھکانا نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں بس اب ہم پہلے حضرت اسامہ کی مفضولیت کی تردید لکھتے ہیں اُسکے بعد معاویہ کی انشاءاللہ تعالیٰ

فتح الباری شرح بخاری باب مناقب زید بن حارث میں ہے کہ غلام کی وفیہ جواز امارۃ المولی وتولیۃ سرداری اور چھوٹوں کا بڑوں پر متولی ہونا الصغار علی الکبار والمفضول اور مفضول کا فاضل پر سردار ہونا جائز علی الفاضل لانہ کان فی الجیش ہے کیونکہ ابوبکر و عمر اُس لشکر میں ماتحت تھے الذی فیہ ابوبکر وعمر الذی کان علیہم اسامۃ کہ جسکا سردار اسامہ تھا انتہیٰ ترجمہ ملخصاً۔

یہ بھی دعوائے تحفۂ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز نے کیا ہے۔

اِن مولوی صاحبوں سے مذہب کی بنیاد بودی ہے بھلا جب تولیت صغار علی الکبار جائز تھی تو حسنین علیہما السلام میں سے کسی ایک کو خلیفہ نہ بنا دیا اور خود متصدی امور خلافت کیوں نہ ہوئے خود خلیفہ کیوں بن گئے۔

دوسری خطا ان صاحبوں نے یہ کی ہے کہ حضرت اسامہ کو غلام زادہ سمجھ کر مفضول اور شیخین کو فاضل سمجھا ہے اور نا محقق کوتاہ علم یہ نہ سمجھے کہ اگر غلام زادگی باعث مفضولیت ہے تو شیخین کون ہیں یہ بھی غلام زادے اور لونڈیوں کے بطن سے ہیں حقیقۃ الامر یہ ہے کہ زمانہ حیات پیغمبر میں حضرت اسامہ فاضل تھے اور شیخین مفضول اور جس تاریخ سے عصمت اجماعی قدم بوس شیخین ہوئی اسی تاریخ سے اسامہ مفضول اور یہ فاضل ہو گئے چنانچہ اسکا ثبوت ہم پیش کرتے ہیں۔

افضلیت اسامہ و مفضولیت شیخین بزمانہ پیغمبر

لمعات شرح مشکوٰۃ اور مطالع التنزیل وغیرہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے مبعوث برسالت ہونے کے تین یا چار یا پانچ سال بعد دعوت نبوت آغاز فرمائی ہے حالانکہ متفق کتب سے واضح ہے کہ ایک سال یا سترہ ماہ بعد بعثت کے قرآن نازل ہونے لگا تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور اسامہ کے والدین زید و ام ایمن اُسی تاریخ پیر کے دن مشرف باسلام ہوئیں کہ جس تاریخ آنحضرت رسول خدا ہوئے تھے اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ میں ہے کہ جن ایام میں آنحضرت رسول ہوئے اُن ایام میں حضرت ابوبکر بغرض تجارت ملک شام گئے ہوئے تھے جہاں سے تین سال بعد واپس ہوئے اور راہب نجومی نے جو کہا تھا کہ عرب میں ایک پیغمبر ہوگا اور تو اسکا وزیر ہوگا پس جب یہ وطن میں آئے تو یہ رسالت کا شہرہ سنکر گئے اور آنحضرت سے معجزہ طلب کیا اسپر آنحضرت نے اُسی نجومی کا قول دہرایا اور یہ مسلمان ہوئے انتہیٰ ملخصاً۔

اِن واقعات سے ثابت ہوا کہ اولاً بن اسامہ سابق الاسلام تھے دوم اسامہ

اسلامی نطفہ سے اور یہ کفری نطفہ سے تھے پھر ابو بن اسامہ سابق الاسلام اور
ابو بن ابوبکر عاقب الاسلام پھر وہ مومنین موقنین اور ابو بن ابوبکر مولفۃ القلوب
ومستضعفین سے کیونکہ تمام قبائل حجاز اور فتح مکہ کے بعد ابو قحافہ مشرف باسلام
ہوئے تھے **دوسرا شرف** والدہ اسامہ یعنی حضرت ام ایمن وہ مقدسہ ہیں کہ جنھوں
نے حضرت بی بی آمنہ والدہ ماجدہ پیغمبر خدا کے انتقال کے بعد آنحضرت کو
اپنی گود میں پالا اور ایسی اچھی خدمت کی کہ پیغمبر خدا انکو ماں فرماتے تھے اسی محبت
و فرماں پذیری کے سبب سے آنحضرت جناب اسامہ کو بہت چاہتے تھے اور اپنی گود میں
لیتے تھے یہ شرف حضرت ابوبکر کو کہاں میسر ہے **تیسرا شرف** پیغمبر کی غلام زادگی کا ہے
جو ملا اسکے انکو میسر تھیں اور حضرت ابوبکر مشرک غلاموں کے خاندان سے تھے کیونکہ
آپ بنی تیم سے تھے اور صراح میں تیم کے معنے غلام کے ہیں **چوتھا شرف**
حضرت اسامہ کی والدہ ماجدہ ہمیشہ حضرت سیدۃ النساء العالمین کی رفیق
وشفیق اور خدمت گزار بنی رہیں اور حضرت ابوبکر دشمن جانی جناب امیر اور
باعث خانہ سوزی سیدہ علیہا السلام اور درپے آبرو ریزی اہل بیت اور انکی
صاحب زادی ہمیشہ بجتن کی کاٹ پر رہیں حتے کہ یادگاران رسول پر جنگ
جمل میں تلوار اٹھائی اور حضرت حسن مجتبےٰ کے جنازہ پر تیر برسائے۔ او
جو فسادات زمانہ رسول اور مابعد رسول میں اس بیوی سے ہوئے انکی گواہ
کتب اسلامی ہیں انکے علاوہ انکی مرویہ احادیث سے رسول اللہ بے وقار ہوتے
ان بیوی نے اپنا تقرب جتانے کے واسطے وہ چھوٹی فاحشہ باتیں رسول خدا کی
بیان کیں جو کوئی فاحشہ عورت بھی وہ حال نہیں کہہ سکتی ہے کل کتب صحاح ستہ
وغیرہ ہیں جسکو تحقیق منظور ہو وہ ابواب الغسل والحائض والنفساء اور مفسدات
صوم وغیرہ دیکھے حالانکہ بہت سی عورتیں رسول خدا کی جوانی کے وقت کی ہمراز
تھیں مگر کسی سے ایسی باتیں مروی نہیں جو ان بیوی نے غضب ڈھایا ہے۔
پانچواں شرف حضرت اسامہ کا رسوخ فی الاسلام والایمان ہے جو حضرت

ابوبکر سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے وہ یہ کہ جیسے نامعتبر اور رکیک الفاظ پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکر کی نسبت فرمائے ویسے بلکہ اُس سے کم درجہ کے کبھی حضرت اسامہ کی نسبت نہیں فرمائے چنانچہ **موطا** مالک باب شہداء فی سبیل اللہ میں ہے کہ آنحضرت ایکدن شہداء احد پر بغرض فاتحہ تشریف لیگئے اور وہاں فرمایا کہ ان لوگوں کی قوۃ ایمانی کی میں گواہی دیتا ہوں حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جیسے ان لوگوں نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا اور جیسے یہ ایمان لائے ویسے ہی ہم ایمان لائے اس تقریر پر آنحضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا بلیٰ ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی بدعات کروگے انتہیٰ محصلاً **ابوداؤد** میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول خدا آٹھ سال بعد شہداء احد پر فاتحہ کے لئے تشریف لیگئے تھے اور وہاں سے واپسی کے بعد مرض موت میں مبتلا ہو گئے پس جو شخص پیغمبر خدا کی زمانہ دراز تک صحبت میں رہا ہو اور اس سے پیغمبر خدا مطمئن نہ ہوں تو انکا رسوخ فی الایمان اللہ ہی اللہ ہے۔ **اس** واقعہ سے بڑھکر یہ بات ہے کہ برسوں چھپے ہوئے مشرک رہے جب رسول خدا کو کسی انداز سے انکا مشرک رہنا معلوم ہو گیا تو آپنے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تیری ماں تجھے پیٹے تجھ میں ثکلتک امک الشرک فیکم شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا اخفی من دبیب النمل۔ ہوا ہے۔ اور اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے اُس میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے

والذی نفسی بیدہ ان الشرک کہ جسکے قبضہ میں میری جان ہے اسکی فیکم اخفی من دبیب النمل۔ قسم تم میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے۔ **ان** دونوں حدیثوں کے آخری حصہ میں یہ ہے کہ آنحضرت نے دعاء رد شرک تعلیم فرمائی جس سے اور بھی تصدیق ہو گئی کہ وہ مدتوں مدعی اسلام ہو کر بھی مشرک رہے (دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۹)

پس بفرض محال اگر حضرت ابوبکر کو سابق الاسلام بھی مانا جاوے تو کیا فائدہ
اور ایسے شخص کے قبول اسلام سے اہل اسلام کو فائدہ کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔
مگر حضرت اسامہ کے ایمان یا اسلام کی نسبت کسی کتاب میں کوئی بے اطمینانی
کا لفظ آنحضرت سے مروی نہیں اور نہ کسی صحابی نے ایسا گمان کیا ہے۔
یہ تو صرف شجاعت معمولی بات ہے کہ سردار لشکر اسکو بنایا جاتا ہے جسکی جرأت
کا اندازہ مقتدر دیکھا ہے اور جرأت کے ساتھ اس میں جوہر تجربہ کاری بھی ہوتا
اور نیز اس سے مطمئن بھی ہوتا ہے پس حضرت اسامہ کے سردار لشکر ہونے
سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر نہ شجاع تھے نہ جری اور نہ پیغمبر خدا کو ان سے
اطمینان تھا اور نہ اسامہ کو کم عمر ہونے کے سبب پیغمبر خدا سرداری کا اہل جانتے تھے
ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ [illegible] میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت
ابوبکر نے کہا کہ جب یوم احد کو سب لوگ رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو سب سے
پہلے میں واپس آیا تھا انتہیٰ۔ یہ ظاہر ہے کہ احد میں رسول خدا کیلئے ایک
عریش بنایا گیا تھا جس کے گرد بیٹھے ہر حضرت ابوبکر و چند اصحاب تھے میں واپس آیا
جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب عریش سے دور چلے گئے ہوں اسکے علاوہ خندق و
حنین و تبوک تو بعض ان بہادروں سے روگردانی و فراری میں آپ نمبر اول سمجھے گئے
ہاں قبل ہجرت مکہ معظمہ میں جب کفار قریش نے چادر کو بل دیکر آنحضرت کا گلا
گھونٹا تو اسوقت حضرت ابوبکر نے اظہار افسوس کی جیداری کی تھی [illegible]
کفار قریش سے حضرت ابوبکر یہ کہتے تھے کہ ارے افسوس تم ایسے شخص کو قتل
[illegible] ام ابوبکر ینادی ویلکم اتقتلون [illegible]
رجلا ان یقول ربی اللہ [illegible] (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۲۲۶)
لیکن چاہیے کہ پیغمبر خدا کو کفار کے پنجے سے چھڑایا ہوتا [illegible]
کی شرم سے [illegible] تلوار سنبھالی ہو [illegible]
[illegible] ظاہری تو یہاں بھی صفر ہے کیا معنی کہ جب مکہ معظمہ [illegible]

کے نانا سے عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکرؓ کا منہ پاپوش سے درست کیا ہو تو تمام
صحابہ موجود تھے مگر کسی نے نہ چھوڑایا (ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۴۹)
حسن خلق تو سبحان اللہ چنانچہ **تاریخ الخلفاء** سیوطی میں ہے۔
قال استتب عقیل بن ابی طالب کہ ابوبکرؓ اور حضرت عقیل میں گالی
وابوبکر وکان ابوبکر سبابا۔ گلوچ ہوئی اور ابوبکر گالیاں دینے
والے تھے اور **ریاض النضرہ** میں حضرت ابوبکر کی گالی گلوچ کا ایک قصہ
فنزلت ذکورہ ابوالفرج فی اسباب لکھا ہے اور اسی قصہ میں لکھا ہے کہ ابوالفرج
النزول یعنی ایہ لا یحب اللہ الجہر نے اسباب نزول میں ذکر کیا ہے کہ یہ
بالسوء من القول الا من ظلم آیت نازل ہوئی کہ خدا فحش ظاہر کو
پسند نہیں کرتا مگر جبکہ دوسرے کیطرف سے ابتدا کیجاوے انتہے محصلاً۔ اس سے
معلوم ہو کہ مقبول خاص ہونے کے سبب اللہ صاحب کے ہاں سے موافق مزاج
گالیوں کی اجازت مل گئی۔

سخاوت تو ان آبائی مفلس صاحب سے پاس کیا تھا چنانچہ اسکی ہم کسی قدر
تفصیل کرتے ہیں **مشارق الانوار** حسن بہ تعالی نمبر حدیث (۱۷۰۰) بحوالہ
صحیحین حضرت عائشہ سے مروی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ
نے گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا جنمیں سے دس عورتوں نے اپنے اپنے شوہروں
کی مذمت کی تھی اور گیارہویں عورت نے کہا تھا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع

فما ابوزرع اناس من حلی — ہے وہ کیا اچھا آدمی ہے اسنے زیور سے
اذنی وملاء من شحم عضدی — میرے کان جھیدے اور چربی سے میرے
وبجحنی فبجحت الی نفسی وجدنی — بازو موٹے کئے اور مجھے بہت خوش
فی اھل غنیمۃ بشق فجعلنی فی — رکھا سو میری جان بہت چین سے
اھل صہیل واطیط ودائس — ہے مجھے اس نے بھیڑ بکری والوں
ومنق (الی ان قال) قال — میں پایا جو پہاڑ کے کنارہ پر رہتے

رسول اللہ صلعم کنت لک کابی   تھے سو اُسنے مجھے اونٹوں اور
زرعہ لام زرعہ۔   گھوڑوں اور کھیتوں کا مالک کر
یعنی میں نہایت ذلیل حالت میں تھی اور ابو زرعہ نے مجھے ذی عزت اور مالدار
بنادیا آنحضرت نے اِن قصص کو سنکر فرمایا کہ جیسا ابو زرعہ نے ام زرعہ سے
سلوک کیا ہے ویسا ہی سلوک مینے تیرے ساتھ کیا ہے انتہے مخصلاً چونکہ کلامِ
پیغمبر مبالغہ اور شیخی سے پاک ہوتا ہے اس بنا پر یقین ہے کہ حضرت ابوبکر نہایت
ذلیل اور ادنے حالت میں ہونگے **تلبیس ابلیس** ابن جوزی صفحہ ۴۰۶
وحدثنا عطا بن السائب   میں عطا بن سائب سے مروی ہے
قال لما استخلف ابوبکر اصبح   انھوں نے کہا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ
غادیا الی السوق وعلی   ہوگئے تو علے الصباح کپڑوں کا گٹھر
رقبتہ اثواب یتجر بہا فلقیہ   گردن پر رکھ کر پھیری کو چلے تو رستہ
عمر وابو عبیدہ الخ   میں حضرت عمر و ابو عبیدہ ملے اور اُنہوں
نے کہا یہ کیا کرتے ہو حالانکہ تم تو بادشاہ ہوگئے ہو اُنھوں نے کہا پھر میں اپنے
بال بچوں کو کیونکر پالوں پس پھر پانسو درہم اور ایک بکری مقرر ہوگئی اور
تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے وعلے ساعدہ ابرادھا وھو ذاھب
الی السوق یعنی بازو پر چادریں ڈالکر پھیری کو چلے باقی مطلب حدیث
یکساں ہے **غرض** کوئی سخی مالدار شخص ایسی ذلت ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا کہ
سر پر گٹھر کپڑوں کا رکھ پھیری کو جائے۔ خواہ کسی ملک کا کیوں نہو۔
مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق دہلوی جلد دوم باب چہارم سال سیزدہم بیان
ہجرت میں لکھا ہے ابوبکر را دو شتر بود کہ بچہار صد درہم ودر روایتے بہشتصد درم
خریدہ ومدت چہار ماہ آنرا علف دادہ فربہ ساختہ ونگاہداشتہ بود ہر دو پیش
برآورد تا یکے را آنحضرت قبول فرماید۔ فرمود قبول کردم بشرط ابتیاع پس
بہ نہصد درم آں ناقہ را از ابوبکر صدیق بخرید۔ **پس** محسن داماد اور پیغمبر